سبق نمبر 1

اردو حروف تہجی

کسی بھی زبان کی بنیادی علامات حروف تہجی کہلاتے ہیں۔ اردو زبان کی حروف تہجی کی تفصیل درج ذیل ہیں:

اردو حروفِ تہجی کا پہلا حرف الف ('ا') ہے۔ اس کی دو اشکال ہیں۔ الف مقصورہ یا سادہ الف ('ا') اور الف ممدودہ ('آ')۔ حسابِ ابجد کی رو سے اس کا عدد ایک ہے۔ فارسی، عربی اور کئی دیگر زبانوں میں بھی پہلا حرف ہے۔ عربی میں تو الف مقصورہ اس چھوٹے الف کو بھی کہتے ہیں جو کچھ الفاظ کو کھینچ کر پڑھنے کے لیے لکھا جائے جیسے عیسیٰ، موسیٰ وغیرہ مگر اردو میں یہ ساکن یا متحرک بھی ہو سکتا ہے جیسے 'اگر'، 'مگر'، 'نان' وغیرہ۔ ↔ الف سے ایک نام اللہ بھی ہوتا ہے ۔

ب اردو حروفِ تہجی کا دوسرا حرف ہے۔ فارسی اور عربی کا بھی دوسرا حرف ہے۔ ہندی کا 23واں حرف ہے۔ حسابِ ابجد کی رو سے اس کے اعداد 2 ہیں۔

پ اردو حروفِ تہجی کا تیسرا حرف ہے۔ عربی میں موجود نہیں۔ فارسی کا تیسرا اور ہندی کا اکیسواں حرف ہے۔ ان کے علاوہ یہ کردی زبان، اویغور زبان، پشتو زبان، سندھی زبان، کشمیری زبان، شینا زبان اور عثمانی ترک زبان میں بھی موجود ہے۔ حسابِ ابجد میں اس کے اعداد 'ب' کے برابر 2 شمار ہوتے ہیں۔

ت اردو حروفِ تہجی کا چوتھا حرف ہے۔ فارسی کا چوتھا، عربی کا تیسرا اور ہندی کا سولھواں حرف ہے۔ حسابِ ابجد میں اس کے اعداد 400 ہیں

ٹ اردو حروفِ تہجی کا پانچواں حرف ہے۔ فارسی و عربی میں نہیں آتا۔ ہندی کا گیارہواں حرف ہے۔ اسے تائے ہندی یا تائے ثقیلہ بھی کہا جاتا ہے۔ حسابِ ابجد میں اس کے عدد ت کے برابر 400 شمار ہوتے ہیں۔

ث اردو حروفِ تہجی کا چھٹا حرف ہے۔ عربی کا چوتھا اور فارسی کا پانچواں حرف ہے۔ حسابِ ابجد کی رو سے اس کے اعداد 500 ہیں۔

ج اردو حروفِ تہجی کا ساتواں حرف جو عربی، فارسی اور دیگر زبانوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ فارسی کا چھٹا، عربی کا پانچواں اور ہندی کا آٹھواں حرف ہے۔ ابجد کے لحاظ سے اس کے اعداد 3 شمار ہوتے ہیں۔

چ اردو حروفِ تہجی کا آٹھواں حرف جو فارسی اور دیگر زبانوں میں بھی استعمال ہوتا ہے عربی میں نہیں ہوتا۔ فارسی کا ساتواں اور ہندی کا چھٹا حرف ہے۔ ابجد کے لحاظ سے اس کے اعداد 'ج' کے برابر 3 شمار ہوتے ہیں۔ جیم فارسی بھی کہا جاتا ہے۔

ح اردو حروفِ تہجی کا نواں حرف جو عربی، فارسی اور دیگر زبانوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ فارسی کا آٹھواں اور عربی کا چھٹا حرف ہے۔ ابجد کے لحاظ سے اس کے اعداد 8 شمار ہوتے ہیں۔ اسے حائے حُطّی یا حائے مُہملہ بھی کہتے ہیں۔ اردو میں اس کی آواز عربی کی طرح نفیس نہیں نکلتی بلکہ 'ہ' کی طرح نکلتی ہے مگر کچھ خوش زبان اس کی درست آواز نکالتے ہیں۔ یہ زیادہ تر ان الفاظ میں ہے جو عربی سے اردو میں سیدھا یا بذریعہ فارسی آئے ہیں۔

خ اردو حروفِ تہجی کا دسواں حرف جو عربی، فارسی اور دیگر زبانوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ فارسی کا نواں اور عربی کا ساتواں حرف ہے۔ ابجد کے لحاظ سے اس کے اعداد 600 شمار ہوتے ہیں۔ بیشتر ہندوستانی زبانوں میں نہیں ہوتا اس لیے وہ لوگ اس کی جگہ 'کھ' کی آواز نکالتے ہیں۔ مگر اہلِ زبان درست لہجہ اختیار کرتے ہیں۔

د اردو کا گیارہواں حرف ہے۔ فارسی کا دسواں، عربی کا آٹھواں اور ہندی کا اٹھارواں حرف ہے۔ ابجد کے حساب سے عدد 4 شمار ہوتے ہیں۔

ڈ اردو کا بارہواں حرف ہے۔ہندی کا تیرہواں حرف ہے۔فارسی و عربی میں مستعمل نہیں۔حسابِ ابجد میں اس کے 'د' کے برابر 4عدد شمار ہوتے ہیں۔ہندی الاصل الفاظ میں پایا جاتا ہے۔

ذ اردو کا تیرہواں حرف ہے۔

اردو کا چودھواں حرف 'ر' ہے۔فارسی کا بارہواں، عربی کا دسواں اور ہندی کا ستائیسواں حرف ہے۔حسابِ ابجد کی روسے اعداد 200 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا پندرھواں حرف 'ڑ' ہے۔فارسی اور عربی میں استعمال نہیں ہوتا ہے۔حسابِ ابجد کی روسے اعداد 'ر' کی طرح 200 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا سولہواں حرف 'ز' ہے۔فارسی کا تیرہواں اور عربی کا گیارہواں حرف ہے۔حسابِ ابجد کی روسے اعداد 7 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا سترھواں حرف 'ژ' ہے۔ فارسی کا چودھواں حرف ہے۔اسے زائے عجمی بھی کہا جاتا ہے۔ حسابِ ابجد کی روسے اعداد 'ز' کی طرح 7 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا اٹھارواں حرف 'س' (سین) ہے۔ فارسی کا پندرہواں اور عربی کا گیارہواں حرف ہے۔ہندی کا بتیسواں حرف ہے۔ حسابِ ابجد کی روسے اعداد 60 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا انیسواں حرف 'ش' (شین) ہے۔فارسی کا سولھواں، عربی کا تیرھواں اور ہندی کا تیسواں حرف ہے۔حسابِ ابجد کی روسے اعداد 300 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا بیسواں حرف 'ص' (صاد یا صواد) ہے۔فارسی کا سترھواں اور عربی کا چودھواں حرف ہے۔حسابِ ابجد کی روسے اعداد 90 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا اکیسواں حرف 'ض' (ضاد یا ضواد) ہے۔فارسی کا اٹھارواں اور عربی کا پندرھواں حرف ہے۔حسابِ ابجد کی روسے اعداد 800 شمار ہوتے ہیں۔ عربی کا خاص لفظ ہے جس کی وجہ سے عربی کو لغۃ الضاد (ضاد والی زبان) کہا جاتا ہے کیونکہ عربی میں اس کی ایک بہت خاص آواز ہے جو اردو دان نہیں نکالتے۔اردو میں اس کی آواز 'ز' کی طرح کی ہے۔زیادہ تر عربی الاصل الفاظ میں ملتا ہے۔

اردو کا بائیسواں حرف 'ط' (طوئے) ہے۔فارسی کا انیسواں اور عربی کا سولھواں حرف ہے۔حسابِ ابجد کی روسے اعداد 9 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا تیئیسوان حرف 'ظ' (ظوئے) ہے۔فارسی کا بیسواں اور عربی کا سترھواں حرف ہے۔حسابِ ابجد کی روسے اعداد 900 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا چوبیسواں حرف 'ع' (عین) ہے۔فارسی کا اکیسواں اور عربی کا اٹھارھواں حرف ہے۔حسابِ ابجد کی روسے اعداد 70 شمار ہوتے ہیں۔ابتدائی عربی اور عبرانی میں اس کی شکل آنکھ سے ملتی تھی اس لیے اسے عین (آنکھ) کہا جاتا ہے۔

اردو کا پچیسوان حرف 'غ' (غین) ہے۔فارسی کا بائیسواں اور عربی کا انیسواں حرف ہے۔حسابِ ابجد کی روسے اعداد 1000 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا چھبیسواں حرف 'ف' (فے) ہے۔فارسی کا تئیسواں اور عربی کا بیسواں حرف ہے۔حسابِ ابجد کی روسے اعداد 80 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا ستائیسواں حرف 'ق' (قاف) ہے۔فارسی کا چوبیسواں اور عربی کا اکیسواں حرف ہے۔حسابِ ابجد کی روسے اعداد 100 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا اٹھائیسواں حرف 'ک' (کاف) ہے۔فارسی کا پچیسواں اور عربی کا بائیسواں حرف ہے۔حسابِ ابجد کی روسے اعداد 20 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا انتیسواں حرف 'گ' (گاف) ہے۔فارسی کا اور ہندی کا تیسرا حرف ہے۔عربی میں یہ حرف نہیں ہوتا مگر مصری عربی میں جیم کے لیے یہ آواز نکالی جاتی ہے۔حسابِ ابجد کی روسے اعداد 'ک' کے برابر 20 شمار ہوتے ہیں۔خاص طور پر پشتو میں گاف کا شکل "ګ" ہوتا ہے مگر عام طور پر گ شکل والا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

اردو کا تیسواں حرف 'ل' (لام) ہے۔ فارسی کا ستائیسواں، عربی کا تیئیسواں اور ہندی کا اٹھائیسواں حرف ہے۔ حسابِ ابجد کی رو سے اعداد 30 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا اکتیسواں حرف 'م' (میم) ہے۔ فارسی کا اٹھائیسواں، عربی کا چوبیسواں اور ہندی کا پچیسواں حرف ہے۔ حسابِ ابجد کی رو سے اعداد 40 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا بتیسواں حرف 'ن' (نون) ہے۔ فارسی کا انتیسواں، عربی کا پچیسواں اور ہندی کا بیسواں حرف ہے۔ حسابِ ابجد کی رو سے اعداد 50 شمار ہوتے ہیں۔ اس کی ایک اور شکل نونِ غنہ کہلاتی ہے۔ جس کو 'ں' لکھا جاتا ہے یعنی نونِ غیر منقوطہ۔ اس کی آواز ناک کی مدد سے نکالی جاتی ہے اور کچھ دیگر زبانوں میں بھی ملتی ہے جیسے فرانسیسی میں۔

اردو کا تینتیسواں حرف 'و' (واؤ) ہے۔ فارسی کا تیسواں، عربی کا چھبیسواں اور ہندی کا انتیسواں حرف ہے۔ حسابِ ابجد کی رو سے اعداد 6 شمار ہوتے ہیں۔

اردو کا چونتیسواں حرف 'ہ' (ہے) ہے۔ فارسی کا اکتیسواں، عربی کا ستائیسواں اور ہندی کا تینتیسواں حرف ہے۔ حسابِ ابجد کی رو سے اعداد 5 شمار ہوتے ہیں۔ اس کی دیگر اشکال بھی ہیں جیسے دو چشمی ہے یا 'ھ'۔ یہ کوئی الگ حرف نہیں بلکہ اسی حرف کی مختلف شکل ہے۔ عربی میں دو چشمی ہے 'ھ' استعمال ہوتی ہے مگر اردو میں زیادہ تر اس کو مخلوط حروف بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے کھا، ڈھلان وغیرہ۔ اسے ہائے ہوز بھی کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات حرف کے درمیان میں اس کی شکل بدل جاتی ہے جیسے 'کہا' میں کاف اور الف کے درمیان۔

اردو کا چھتیسواں حرف 'ی' (چھوٹی یے) ہے۔ فارسی کا بتیسواں، عربی کا انتیسواں (اگر ہمزہ کو الگ حرف مانا جائے) اور ہندی کا چھبیسواں حرف ہے۔ حسابِ ابجد کی رو سے اعداد 10 شمار ہوتے ہیں۔ بعض لوگ بڑی یے یعنی 'ے' کو بھی اسی کی ایک شکل مانتے ہیں۔

اردو کا سینتیسواں حرف 'ے' (بڑی یے) ہے۔ ظاہری طور پر فارسی میں بھی مستعمل ہے (مگر اس کی علاحدہ حیثیت نہیں ہے فارسی میں علی اور علے ایک ہی ہیں) اور کبھی کبھی چھوٹی یے کی ایک خوبصورتی پیدا کرنے والی شکل کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ حسابِ ابجد کی رو سے اعداد چھوٹی یے 'ی' کے برابر 10 شمار ہوتے ہیں۔ اردو میں الگ حرف کے طور پر لفظ کے آخر میں آتا ہے اور 'ی' سے مختلف آواز دیتا ہے۔

ں کے شامل ہونے سے مفرد حروف تہجی کی تعداد 38 ہو جاتی ہیں۔

اردو زبان کے 37 مُفرد حروف تہجی کے ساتھ ساتھ پندرہ مرکب حروف تہجی استعمال ہوتے ہیں۔ ان کو دو چشمی ہا (ھ) والے حروف بھی کہا جاتا ہے وہ حروف یہ ہیں:

ب+ھ = بھ	پ+ھ = پھ	ت+ھ = تھ	ٹ+ھ = ٹھ	ج+ھ = جھ	چ+ھ = چھ
د+ھ = دھ	ڈ+ھ = ڈھ	ر+ھ = رھ	ڑ+ھ = ڑھ	ک+ھ = کھ	گ+ھ = گھ
ل+ھ = لھ	م+ھ = مھ	ن+ھ = نھ			

ا+ا = آ

آ کو شامل کرنے سے مرکب حروف تہجی کی تعداد 16 ہو جاتی ہیں۔

سبق نمبر2

چند اصطلاحات

حروف شمسی: وہ حروف جن پر "ال" آتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا، حروف شمسی کہلاتے ہیں۔ جیسے الشمس، النور وغیرہ۔ حروف شمسی یہ ہیں:

ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ل، ن

حروف قمری: وہ حروف جن پر "ال" آتا ہے اور پڑھا بھی جاتا ہے، حروف قمری کہلاتے ہیں۔ جیسے القمر، القلم وغیرہ۔ حروف قمری یہ ہیں:

ا، ب ج، ح، خ، ع، غ، ف، ق، ک، م، و، ہ

حرکت: زبر، زیر اور پیش کو حرکت کہا جاتا ہے۔ جس حرف پر حرکت آئے اسے متحرک کہتے ہیں۔

جزم: جزم کو سکون بھی کہا جاتا ہے اور جس حرف پر جزم آئے اسے ساکن کہتے ہیں۔

تنوین: جب کسی حرف کے نیچے یا اوپر دو زبریں دو زیریں یا دو پیش آئیں۔ اسے تنوین کہا جاتا ہے۔ جیسے یقیناً، غالباً وغیرہ۔

تشدید: تشدید ہمیشہ حرف کے اوپر آتی ہے۔ جس حرف پر تشدید واقع ہو اسے مشدد کہتے ہیں۔ جیسے اللہ، مشدّد وغیرہ۔

امالہ: کسی لفظ میں آنے والے "الف" یا "ہ" کو یائے مجہول (ے) سے بدل کر پڑھنا امالہ کہلاتا ہے۔ جیسے آگرہ سے آگرے، اکھاڑنا سے اکھیڑنا وغیرہ۔

اشباع: کسی حرف کی حرکت کو اتنا لمبا کر کے پڑھنا کہ زبر سے الف، زیر سے ی اور پیش سے واو کی آواز پیدا ہو اشباع کہلاتا ہے۔ جیسے رستہ سے راستہ

ادغام: دو وہ ہم مخرج حرفوں کو ملا کر پڑھنا ادغام کہلاتا ہے۔ جیسے بدتر سے بتر

سبق نمبر3

لفظ اور لفظ کی اقسام

انسان کے منہ سے بولتے وقت جو کچھ نکلتا ہے اسے لفظ کہتے ہیں۔ لفظ حروف کے ایک خاص ترتیب کا نام ہے۔ لفظ کے معنی ہو یا نہ ہو یہ ضروری نہیں۔

لفظ کی اقسام: لفظ کی دو اقسام ہیں۔ کلمہ اور مہمل

کلمہ: ایسا لفظ جس کا کچھ نہ کچھ مطلب سننے والے کی سمجھ میں آجائے کلمہ کہلاتا ہے۔

مہمل: ایسا لفظ جس کے سننے سے کچھ مطلب سمجھ میں نہ آجائے مہمل کہلاتا ہے۔

گپ شپ، غلط سلط۔ اس میں گپ اور غلط کلمہ ہے جبکہ شپ اور سلط مہمل۔

نوٹ: مہمل کی مزید اقسام نہیں پائی جاتی۔

کلمہ کی مزید تین اقسام ہیں:

اسم: وہ کلمہ جو کسی جاندار یا غیر جاندار چیز یا جگہ کا نام ہو اسم کہلاتا ہے۔ جیسے کرسی، اسلام آبادی، علی وغیرہ۔

فعل: وہ کلمہ جس سے کسی کام کا کرنا، ہونا یا سہنا ظاہر ہو اور اس میں کوئی زمانہ پایا جائے، فعل کہلاتا ہے۔ جیسے وہ آتا ہے، علی کھانا کھائے گا وغیرہ۔

حرف: وہ کلمہ جو دوسرے کلموں کے ساتھ ملے بغیر پورے معنی نہ دے۔ حرف اسموں اور فعلوں کو آپس میں ملاتا ہے۔ جیسے تک، سے، پر وغیرہ۔

سبق نمبر 4

اسم اور اسم کی اقسام

اسم: وہ کلمہ جو کسی جاندار یا غیر جاندار چیز یا جگہ کا نام ہو اسم کہلاتا ہے۔ جیسے کرسی، اسلام آبادی، علی وغیرہ۔

بناوٹ کے لحاظ سے اسم کی اقسام: بناوٹ کے لحاظ سے اسم کی تین اقسام ہیں:

اسم جامد: وہ اسم جو نہ خود تو کسی لفظ سے بنا ہو اور نہ اس سے مزید الفاظ بنائے جاتے ہو، اسم جامد کہلاتا ہے۔ جیسے قلم، میز، علی وغیرہ

اسم مصدر: وہ اسم جو خود تو کسی سے نہ بنا ہو لیکن مقررہ قاعدوں کے مطابق اس سے مزید الفاظ بنائے جاسکتے ہو۔ جیسے پڑھنا، لکھنا وغیرہ۔ مصدر کے آخر سے اگر "نا" کو دور کیا جائے تو فعل امر کا صیغہ واحد حاضر باقی رہ جاتا ہے۔ مثلاً لکھنا سے لکھ، پڑھنا سے پڑھ۔

اسم مشتق: وہ اسم جو قاعدے کے مطابق مصدر سے بنایا جائے مشتق کہلاتا ہے۔ جیسے پڑھنا سے پڑھائی، لکھنا سے لکھائی۔

معنوں کے لحاظ سے اسم کی اقسام:

اسم معرفہ: وہ اسم جو کسی خاص جگہ، شخص یا چیز کے لیے استعمال ہوتا ہو اسم معرفہ کہلاتا ہے۔ جیسے علی، کراچی وغیرہ۔

اسم نکرہ: وہ اسم جو کسی عام جگہ، شخص یا چیز کے لیے استعمال ہوتا ہو اسم نکرہ کہلاتا ہے۔ جیسے لڑکا، شہر وغیرہ۔

جنس کے لحاظ سے اسم کی اقسام:

مذکر: وہ اسم جو نر کے لیے استعمال ہوتا ہے مذکر کہلاتا ہے۔ جیسے لڑکا، باپ، اونٹ وغیرہ۔

مونث: وہ اسم جو مادہ کے لیے استعمال ہوتا ہے مونث کہلاتا ہے۔ جیسے لڑکی، ماں، اونٹنی وغیرہ۔

گنتی کے لحاظ سے اسم کی اقسام:

واحد: وہ اسم جو ایک چیز کو ظاہر کرے واحد کہلاتا ہے۔ جیسے مرغی، لڑکا وغیرہ۔

جمع: وہ اسم جو دو یا زیادہ چیزوں کو ظاہر کرے جمع کہلاتا ہے۔ جیسے مرغیاں، لڑکے وغیرہ۔

سبق نمبر 5

مصدر کی اقسام

مصدر: وہ اسم جو خود تو کسی سے نہ بنا ہو لیکن مقررہ قاعدوں کے مطابق اس سے مزید الفاظ بنائے جاسکتے ہو۔ جیسے پڑھنا، لکھنا وغیرہ۔ مصدر کے آخر سے اگر "نا" کو دور کیا جائے تو فعل امر کا صیغہ واحد حاضر باقی رہ جاتا ہے۔ مثلاً لکھنا سے لکھ، پڑھنا سے پڑھ۔

بناوٹ کے لحاظ سے مصدر کی اقسام:

اصلی مصدر: وہ مصدر جو خالص مصدری معنوں کے لیے ہی وضع کیا گیا ہو اصلی مصدر کہلاتے ہیں جیسے لکھنا، پڑھنا وغیرہ۔

جعلی مصدر: ایسا مصدر جو دوسری زبانوں کے مصدر یا اسم پر مصدر کی علامت بڑھا کر بنایا جائے، جعلی مصدر کہلاتا ہے۔ جیسے فلمانا، اپنانا، للچانا وغیرہ۔

معنی کے لحاظ سے مصدر کی اقسام:

لازم مصدر: وہ مصدر جس سے بننے والے فعل کے لیے صرف فاعل کی ضرورت ہو، لازم مصدر کہلاتا ہے۔ جیسے دوڑنا

متعدی مصدر: ایسا مصدر جس سے بننے والے فعل کے لیے مفعول کی بھی ضرورت ہو، متعدی مصدر کہلاتا ہے۔ جیسے لکھنا

مفعول کے لحاظ سے متعدی مصادر کی اقسام:

متعدی بہ یک مفعول: ایسے مصادر جن سے بننے والے افعال صرف ایک مفعول کو چاہے جیسے زید نے خط لکھا۔

متعدی بہ دو مفعول: ایسے مصادر جن سے بننے والے افعال دو مفعول چاہتے ہیں۔ جیسے زید نے علی کو خط لکھا۔

متعدی بہ سہ مفعول: ایسے مصادر جن سے بننے والے افعال تین مفعول چاہتے ہیں۔ جیسے زید نے سعید سے علی کو خط بھیجا۔

متعدی مصادر کی اقسام بناوٹ کے لحاظ سے:

متعدی الاصل: ایسے مصادر جو اصل میں متعدی ہی وضع کیے گئے ہوں جیسے لکھنا، پڑھنا، کھانا وغیرہ۔

متعدی بالواسطہ: ایسے مصادر جو لازم سے قاعدے کے مطابق متعدی بنانے گئے ہوں جیسے ڈرنا سے ڈرانا

متعدی المتعدی: ایسے مصادر جو متعدی سے پھر متعدی بنائے جائیں۔ جیسے لکھنا سے لکھانا یا لکھوانا

سبق نمبر 6

اسم معرفہ کی اقسام اور اسم علم کی اقسام

اسم معرفہ: وہ اسم جو کسی خاص جگہ، شخص یا چیز کے لیے استعمال ہو تا ہو اسم معرفہ کہلا تا ہے۔ جیسے علی، کراچی وغیرہ۔ اسم معرفہ کی مندرجہ ذیل چار اقسام ہیں:

اسم علم: وہ اسم جو کسی شخص کی پہچان کے لیے علامت کا کام دیتا ہے۔ جیسے کراچی، قائد اعظم وغیرہ۔

اسم ضمیر: وہ کلمہ جو تکرار سے بچنے کے لیے اسم کی جگہ استعمال ہو، اسم ضمیر کہلا تا ہے۔ جیسے علی بیمار ہے۔ وہ آج سکول نہیں گیا۔ وہ ہسپتال گیا۔ ان جملوں میں وہ لفظ علی کی جگہ آیا ہے جو کہ اسم ضمیر ہے۔

اسم اشارہ: وہ اسم جس سے کسی چیز، جگہ یا شخص کی طرف اشارہ کیا جائے اسم اشارہ کہلا تا ہے۔ اسم اشارہ دو قسم کے ہیں ایک کو اشارہ قریب اور دوسرے کو اشارہ بعید کہتے ہیں۔ یہ اشارہ قریب ہے اور وہ بعید۔

اسم موصول: وہ نا تمام اسم جس کا مطلب پورے جملے کے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتا، اسم موصول کہلا تا ہے۔ جیسے جس کا، جن کا، جنہیں وغیرہ۔

اسم علم کی اقسام: اسم علم کی پانچ مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

عرف: وہ اسم جو پیار یا حقارت کی وجہ سے مشہور ہو جائے، عرف کہلا تا ہے۔ جیسے موٹو، افتی، کامی وغیرہ۔

خطاب: وہ اعزازی نام جو حکومت کی طرف سے کسی شخص کو علمی یا قومی خدمات کے صلے میں دیا جاتا ہے، خطاب کہلا تا ہے۔ جیسے شمس العلما، نشان حیدر وغیرہ۔

لقب: وہ اسم جو کسی خاص صفت کی وجہ سے مشہور ہو جائے لقب کہلاتے ہیں۔ جیسے خلیل اللہ، کلیم اللہ وغیرہ۔

کنیت: وہ اسم جو ماں باپ، بیٹے بیٹی کے تعلق سے پکارا جائے، کنیت کہلا تا ہے۔ جیسے ام کلثوم، ابو القاسم وغیرہ۔

تخلص: وہ مختصر نام جو شاعر اپنے اشعار میں اصلی نام کی بجائے استعمال کرتے ہیں۔ جیسے حالی، غالب وغیرہ

سبق نمبر 7

اسم نکرہ کی اقسام

اسم نکرہ: وہ اسم جو کسی عام جگہ، شخص یا چیز کے لیے استعمال ہو تا ہو اسم نکرہ کہلا تا ہے۔ جیسے لڑکا، شہر وغیرہ۔ اسم نکرہ کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

اسم ذات: وہ اسم جس سے ایک چیز کی حقیقت دوسری چیزوں سے الگ پہچانی جائے اور اس سے کوئی وصف مراد نہ ہو۔ جیسے آگ، پانی، قلم وغیرہ۔

اسم استفہام: وہ اسم جو سوال کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، اسم استفہام کہلاتے ہیں۔ جیسے کون، کیسے وغیرہ

اسم صفت: وہ اسم جو کسی چیز، جگہ یا شخص کی اچھائی یا برائی بیان کرے۔ جیسے اچھا، خوبصورت، نیک، نالائق وغیرہ۔

اسم مصدر: وہ اسم جو خود تو کسی سے نہیں بنتے لیکن قواعد کے مطابق اس سے مزید الفاظ بنائے جاسکتے۔ جیسے پڑھنا، لکھنا وغیرہ

اسم فاعل: وہ اسم جو کسی کام کرنے والے کو ظاہر کرے۔ اسم فاعل یا تو مصدر سے بنا ہوتا ہے یا اس کے ساتھ کوئی فاعلی علامت لگی ہوتی ہے۔ فعل کی نسبت فاعل کو نام دیا جاتا ہے۔ دودھ والا، ڈاکیا وغیرہ

اسم مفعول: وہ اسم جو اس شخص یا چیز کو ظاہر کرے جس پر کوئی کام واقع ہوا ہو۔ اسم مفعول یا تو مصدر سے بنا ہوتا ہے یا اس کے ساتھ مفعولی علامت لگی ہوتی ہے۔ فعل کی نسبت مفعول کو جو نام دیا جاتا ہے۔ جیسے لکھا ہوا، جلا ہوا وغیرہ

اسم حاصل مصدر: وہ اسم جو مصدر سے بنا ہو اور اس میں مصدری معنی پائی جاتی ہوں۔ اس کا دوسرا نام اسم کیفیت ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ حاصل مصدر مصدر سے بنتا ہے اور اسم کیفیت اسم سے۔ جیسے جھگڑنا سے جھگڑا حاصل مصدر ہے اور لڑکا سے لڑکپن اسم کیفیت ہے۔

اسم حالیہ: وہ اسم جو فاعل یا مفعول کی حالت کو ظاہر کرے۔ جیسے مسکراتا ہوا، روتے روتے وغیرہ۔

اسم معاوضہ: وہ اسم جو کسی خدمت یا محنت کے معاوضہ کا نام ہو۔ جیسے رنگائی، دھلائی وغیرہ۔

سبق نمبر 8

اسم ذات کی اقسام

اسم ذات: وہ اسم جس سے ایک چیز کی حقیقت دوسری چیزوں سے الگ پہچانی جائے اور اس سے کوئی وصف مراد نہ ہو۔ جیسے آگ، پانی، قلم وغیرہ۔ اسم ذات کی مندرجہ ذیل پانچ اقسام ہیں:

اسم مصغر: وہ اسم جو کسی اسم کی چھوٹائی کو ظاہر کرے، اسم مصغر کہلاتا ہے۔ جیسے صندوقچی، ڈھولک وغیرہ۔

اسم مکبر: وہ اسم جو کسی اسم کی بڑائی کو ظاہر کرے، اسم مکبر کہلاتا ہے۔ جیسے صندوق، ڈھول وغیرہ۔

اسم ظرف: وہ اسم جس میں جگہ یا وقت کے معنی پائے جائے، اسم ظرف کہلاتا ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں۔ جس میں جگہ یا مقام کا ذکر ہو وہ اسم ظرف مکان کہلاتا ہے جیسے باغ، مدرسہ، سکول وغیرہ۔ وہ اسم جس میں زمانے یا وقت کا ذکر ہو اسم ظرف زمان کہلاتا ہے جیسے دوپہر، کل، رات وغیرہ۔ ظرف مکان کی مزید دو اقسام ہیں۔ وہ اسم جس میں ظرفی صورت محدود ہو، ظرف مکان محدود کہلاتا ہے جیسے مکان، محل، مکتب وغیرہ۔ جس میں ظرفی صورت محدود نہ ہو ظرف مکان غیر محدود کہلاتا ہے۔ جیسے آگے پیچھے، ادھر ادھر وغیرہ۔ ظرف زمان بھی دو ہیں۔ جس میں زمانہ یا وقت کی کوئی حد مقرر ہو، ظرف زمان محدود کہلاتا ہے جیسے شام، دن وغیرہ جس میں حد مقرر نہ ہو ظرف زمان غیر محدود کہلاتا ہے۔ ہمیشہ، نت، سدا وغیرہ۔

اسم آلہ: وہ اسم جس میں اوزار کے معنی پائے جائے یا کسی ایسی چیز کا نام ہو، جس کے ذریعے سے کوئی کام کیا جائے، اسم آلہ کہلاتا ہے۔ جیسے خنجر، تلوار، قلم وغیرہ۔

اسم صوت: وہ اسم جو کسی جاندار یا غیر جاندار کی آواز کو ظاہر کرے، اسم صوت کہلاتا ہے۔ جیسے چھم چھم، کائیں کائیں وغیرہ۔ بعض اسمائے صوت کسی چیز کی آواز تو نہیں ہوتے لیکن جانوروں کو ہانکنے کے لیے بولے جاتے ہیں جیسے دھت دھت، بری بری وغیرہ۔

سبق نمبر 9

اسم ضمیر اور اس کی اقسام

ضمیر وہ کلمہ ہے جو کسی شخص یا چیز کے نام کی جگہ تکرار سے بچنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جس اسم کی جگہ ضمیر استعمال کیا جائے وہ مرجع کہلاتا ہے۔ جیسے علی اچھا لڑکا ہے۔ وہ صبح سویرے اٹھتا ہے۔ وہ سب کی عزت کی کرتا ہے۔ ان جملوں میں وہ ضمیر ہے اور جمیل ان کا مرجع ہے۔

اسم ضمیر کی اقسام: اسم کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

ضمیر شخصی: وہ ضمیر جو کسی شخص کے لیے استعمال ہو۔ وہ ضمیر جو ایسے شخص کے لیے استعمال کیا جائے جو موجود نہ ہو ضمیر غائب کہلاتا ہے۔ وہ ضمیر جو ایسے شخص کے لیے استعمال ہوتی ہے جس سے گفتگو کی جا رہی ہو وہ ضمیر حاضر یا مخاطب کہلاتا ہے۔ اور وہ ضمیر جو ایسے شخص کے لیے استعمال ہو جو خود گفتگو کر رہا ہو ضمیر متکلم کہلاتا ہے۔ وہ، اس، ان، انھوں ضمیر غائب، تو، تم، آپ ضمیر حاضر اور میں اور ہم ضمیر متکلم ہے۔

ضمیر موصولہ: وہ ضمیر جس کے ساتھ ہمیشہ ایک ایسا جملہ ہوتا ہے جس میں اس کے اسم کا بیان ہوتا ہے، ضمیر موصولہ کہلاتا ہے۔ جیسے جو لڑکا محنت کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے۔ اس جملہ میں جو ضمیر موصولہ ہے اور اس کا اسم یعنی لڑکا بھی استعمال ہوا ہے۔

ضمیر استفہامیہ: وہ ضمیر جو پوچھنے کے موقع پر بولی جاتی ہے، ضمیر استفہامیہ کہلاتا ہے۔ جاندار اسماء کے لیے کون، کس اور بے جان کے لیے کیا کی استفہامیہ ضمیر استعمال ہوتی ہے۔

ضمیر اشارہ: وہ ضمیر جس میں کسی شخص یا چیز کی طرف اشارہ کیا جائے، ضمیر اشارہ کہلاتا ہے۔ یہ اور وہ ضمیر اشارہ ہے۔

ضمیر تاکیدی: جب شخصی ضمیروں کے ساتھ آپ، اپنا اور خود استعمال کرتے ہیں تو یہ بات میں تاکید پیدا کرتے ہیں، ایسی ضمائر کو تاکیدی کہتے ہیں۔ جیسے میں خود گیا تھا۔ اس کا اپنا فائدہ ہے۔

ضمیر تنکیری: جو ضمیریں غیر معین اشیا یا اشخاص کے لیے استعمال کی جاتی ہے، ضمیر تنکیری کہلاتے ہیں۔ یہ تعداد میں دو ہیں کوئی اور کسی جاندار کے لیے اور کچھ بے جان کے لیے۔

ضمیر صفتی: وہ اسم جس میں ضمیر کسی صفت کے ساتھ واقع ہو، ضمیر صفتی کہلاتا ہے۔ جیسے مجھ ناچیز، اس عقل منداس میں مجھ اور اس ضمیر صفتی ہے۔

سبق نمبر 10

اسم صفت

وہ اسم جس میں کسی چیز کی اچھائی یا برائی کو ظاہر یا جس میں کسی چیز کی خصوصیت معلوم ہو اسم صفت کہلاتا ہے۔ جس اسم کی صفت بیان کی جائے اسے موصوف کہتے ہیں۔ جیسے جھوٹا لڑکا، سچا آدمی۔ اس میں جھوٹا اور سچا صفت جبکہ لڑکا اور آدمی موصوف

اسم صفت کی اقسام: اسم صفت کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

صفت ذاتی یا صفت مشبہ: وہ صفت جو کسی موصوف میں مستقل طور پر پائی جائے صفت ذاتی یا صفت مشبہ کہلاتا ہے۔ جیسے میٹھا، کڑوا وغیرہ۔ اس کے تین درجے ہیں۔ وہ درجہ صفت جس میں کسی چیز یا شخص کی ذاتی صفت بلا مقابلہ غیرے ظاہر ہوتی ہے تفضیل نفسی کہلاتا ہے جیسے لائق۔ وہ درجہ صفت جس میں چیز یا شخص کو دوسرے پر ترجیح دی جائے تفضیل بعض کہلاتا ہے جیسے بہت لائق۔ وہ درجہ جس میں کسی چیز کو اس جیسی تمام چیزوں پر ترجیح دی جائے، تفضیل کل کہلاتا ہے جیسے سب سے زیادہ لائق۔

صفت نسبتی: وہ صفت جو کسی شخص یا چیز کا دوسرے شخص یا چیز سے تعلق یا نسبت ظاہر کرے، صفت نسبتی کہلاتا ہے۔ جیسے جگر مراد آبادی، مجید لاہور وغیرہ۔

صفت عددی: وہ صفت جو اپنے موصوف کی ترتیب یا درجے کو ظاہر کرے صفت عددی کہلاتا ہے۔ جیسے پانچواں سبق، پہلا دن وغیرہ۔

صفت مقداری: وہ صفت جس سے چیزوں کی مقدار معلوم کی جائے، صفت مقداری کہلاتے ہیں۔ جیسے سیر بھر، کچھ اناج، بہت پیسے وغیرہ۔

سبق نمبر 11

تذکیر و تانیث

مذکر: ایسا اسم جو نر کے لیے استعمال ہو مذکر کہلاتا ہے۔ جیسے لڑکا، مرد وغیرہ۔

مونث: ایسا اسم جو مادہ کے لیے استعمال ہو مونث کہلاتا ہے۔ جیسے لڑکی، عورت وغیرہ۔

جاندار اسماء کی تذکیر و تانیث کو حقیقی کہتے ہیں کیونکہ قدرتی طور پر ان میں ہر ایک کے جوڑے موجود ہیں۔

بے جان اسماء میں نر اور مادہ کا کوئی فرق نہیں ہوتا، محض ایک فرضی تعلق کی بنا پر انھیں مذکر یا مونث قرار دیا جاتا ہے۔ اس لیے ان کی تذکیر و تانیث کو غیر حقیقی کہتے ہیں۔

انسانی تذکیر و تانیث کے مختلف قاعدے

1۔ مذکر مونث کے لیے الگ الگ الفاظ موجود ہیں جیسے باپ، ماں۔ خاوند بیوی۔ بھائی بہن وغیرہ۔

2۔ اگر مذکر کے آخر میں "الف" یا "ہ" ہو تو مونث بناتے وقت اس کو یائے معروف (ی) سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے لڑکا لڑکی، چچا چچی، نواسہ نواسی وغیرہ۔

3۔ مذکر کے آخر میں "الف" یا "ی" ہو تو "نون" سے بدل دیتے ہیں یا صرف نون بڑھاتے ہیں۔ جیسے دولہا دلہن، دھوبی دھوبن، حاجی حجن، سقہ سقن وغیرہ۔

4۔ مذکر کے آخری حرف کو حذف کر کے یا بلا حذف "نی" یا "انی" لگا کر مونث بنایا جاتا ہے۔ جیسے استاد استانی، شیخ شیخانی وغیرہ۔

5۔ عربی الفاظ میں تانیث کی علامت "ہ" ہے۔ یہ فارسی الفاظ کے آخر میں بھی آتی ہے۔ جیسے ملک ملکہ، حسین حسینہ، مریض مریضہ وغیرہ۔

6۔ عربی زبان کے فاعل کے وزن پر آنے والے الفاظ جن میں فاعلیت کے معنی پائے جائیں۔ ان کی مونث فاعلہ کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے خادم خادمہ، شاعر شاعرہ وغیرہ۔

7۔ ترکی الفاظ میں مذکر کے آخر میں "م" لگا کر مونث بناتے ہیں جیسے خان سے خانم وغیرہ۔

8۔ انگریزی کے بعض مذکر مونث بھی اردو میں مستعمل ہیں جیسے ڈاکٹر سے لیڈی ڈاکٹر، لیکچرار سے لیڈی لیکچرار وغیرہ۔

9۔ بعض مذکر اسم مونث اسموں سے بنائے جاتے ہیں جیسے بہن سے بہنوئی پھوپھی سے پھوپھا وغیرہ۔

10۔ یہ اسماء صرف مونث آتے ہیں: سوکن، سہاگن، دایہ، انا، نرس، پری، طوائف، سہیلی، آیا

11۔ یہ اسماء صرف مذکر آتے ہیں: نبی، ہم زلف، دیو، پہلوان، مہاجن

12۔ یہ اسماء مذکر اور مونث دونوں میں مشترک ہیں: یتیم، مسافر، بچہ، داروغہ، غریب، مہمان، میزبان، کھلاڑی، دوست، صدر، وزیر، ممبر، رکن، سیکرٹری، پروفیسر، پرنسپل

سبق نمبر12

حیوانات کی تذکیر و تانیث کے مختلف قواعد

1۔ مذکر مونث کے لیے الگ الگ الفاظ موجود ہیں جیسے سانڈ گائے، مینڈھا بھیڑ وغیرہ۔

2۔ بعض اوقات مذکر کے آخر میں ی، ن، نی، انی بڑھا کر مونث بنائی جاتی ہے جیسے ہرن ہرنی، ناگ ناگن، سانپ سپنی وغیرہ۔

3۔ اگر مذکر اسم کے آخر میں "الف" ہو تو اسے یائے معروف "ی" اور "یا" سے بدل کر مونث بنا لیتے ہیں۔ کبھی کبھی "یا" زیادہ کرتے ہیں جیسے گھوڑا گھوڑی، چوہا چوہیا، بندر بندریا وغیرہ۔

4۔ یہ اسماء صرف مونث آتے ہیں: گلہری، چھپکلی، بینا، چیل، فاختہ، قمری، چھچھوندر، مکھی، بھِڑ، کوئل، مرغابی، چمگادڑ، تتلی، جوں، چڑیل، ڈائن، کونج

5۔ یہ اسماء صرف مذکر آتے ہیں: مچھر، ممولا، کوا، کھٹمل، خرگوش، ہدہد، گدھ، الو، اژدھا، بگلا، باز، گرگٹ، کچھوا، نیولا، بچھو، طوطی، چیتا، شاہین، عقاب، جگنو، گینڈا، پپیہا، سارس، جھینگر، جن، مگرمچھ

6۔ بلبل مذکر اور مونث دونوں طرح صحیح ہے۔

7۔ بعض مذکر اسماء مونث اسموں سے بنائے گئے ہیں جیسے بھینس سے بھینسا، چیونٹی سے چیونٹا وغیرہ۔

8۔ مندرجہ ذیل اسماء مذکر اور مونث دونوں میں مشترک ہیں جیسے پلا، جانور، بچہ، چوزہ، پرندہ، جرثومہ

سبق نمبر13

بے جان اسماء کی تذکیر و تانیث کے قواعد

1۔ بعض اسماء جسامت میں بڑا ہونے کی بنا پر مذکر بولے جاتے ہیں لیکن جب ان کے آخر میں یائے معروف (ی) لگا کر انھیں اسم مصغر میں بدل دیا جائے تو مونث بن جاتے ہیں۔ جیسے تھیلا، ٹوکرا، صندوق مذکر ہیں اور تھیلی، ٹوکری، صندوقچہ مونث ہیں۔

2۔ جن اسموں کے آخر میں "ی" ہو وہ عام طور پر مونث ہوتے ہیں لیکن موتی، گھی، دہی اور پانی مذکر ہیں۔

3۔ جن اسمائے مصغر کے آخر میں "یا" ہو وہ مونث بولے جاتے ہیں۔ جیسے پڑیا، ڈبیا وغیرہ۔

4۔ ایسے سہ حرفی عربی الفاظ جن کے آخر میں "الف ہو مونث بولے جاتے ہیں۔ جیسے ادا، وفا، عطا وغیرہ۔

5۔ جن الفاظ کے آخر میں "ہ" ہو وہ بالعموم مونث ہوتے ہیں جیسے راہ، نگاہ، درگاہ وغیرہ۔

6۔ تمام زبانوں کے نام مونث ہوتے ہیں۔

7۔ تمام نمازوں کے نام مونث ہوتے ہیں۔

8۔ تمام آوازیں مونث ہوتی ہیں۔

9۔ جن اسمائے کیفیت یا حاصل مصدروں کے آخر میں "ت، ی، گی، ش" ہو وہ عموماً مونث آتے ہیں جیسے شرافت، ندامت، بہادری وغیرہ۔

10۔ جن اسموں کے آخر میں "آئی" آئے وہ عموماً مونث ہوتے ہیں جیسے اچھائی، برائی، رنگائی وغیرہ۔

11۔ جن اسموں کے آخر میں "اؤ، پن" آئے وہ بالعموم مذکر ہوتے ہیں۔ جیسے جھکاؤ، بناؤ، دیوانہ پن وغیرہ۔

12۔ تمام براعظموں، ملکوں اور شہروں کے نام مذکر ہیں۔

13۔ تمام پہاڑوں، سمندروں ار دریاؤں کے نام مذکر ہیں۔ مگر گنگا اور جمنا مونث ہیں۔

14۔ تمام سیاروں کے نام مذکر ہیں مگر زمین مونث ہے۔

15۔ تمام دھاتوں کے نام مذکر ہیں مگر چاندی مونث ہے۔

16۔ تمام مہینوں اور دنوں کے نام مذکر ہیں مگر جمعرات مونث ہے۔

17۔ اردو میں انگریزی کے جو الفاظ مستعمل ہیں ان کی تذکیر و تانیث کے معاملے میں اردو کے مستند ادیبوں کی پیروی کی جاتی ہے۔ مثلاً بائیسکل، پارٹی، میٹنگ، رجمنٹ، لاری، ڈیٹ، اپیل، کاپی، ٹیوب، پلیٹ گلاس، لائن مونث استعمال ہوتے ہیں اور اسٹیشن، ٹکٹ، سٹول، کمیشن، ایڈیشن، فوٹو، آفس، گیٹ، ڈپو، بل مذکر۔

18۔ یہ اسماء مذکر ہیں: قلم، اخبار، تار، ہوش، مزاج، عیش، قبضہ، دہی، درد، پرہیز، مرہم، جھاگ، مرض، ماضی، پیاز، گوند، چرچا، کھوج، گھاٹ، انجیر، میل، خلعت، بوریا، کلام، ایثار، انتظار، غار، سر، لالچ، کھیل۔

19۔ یہ اسماء مونث ہیں: سائیکل، ناک، گیند، چھت، معراج، تپ، ڈکار، راہ، پتنگ، آواز، کیچڑ، گھاس، جامن، اردو، شراب، جھاڑو، بکواس، دوا، سوچ، بسم اللہ، سرسوں، دسترس وعظ، بارود، ترازو، محراب، میز، جنگ۔

20۔ یہ الفاظ مذکر اور مونث دونوں طرح مستعمل ہیں: آغوش، نقاب، سانس، غور، طرز، فاتحہ، نشاط، زنار، متاع، مالا، املا، موٹر، آب و گل، نشوونما، گزند۔

سبق نمبر 14

واحد جمع بنانے کے اصول

واحد : وہ اسم جو صرف ایک چیز کے لیے استعمال کیا جائے واحد کہلاتا ہے۔ جیسے لڑکا، مرغی وغیرہ۔

جمع : وہ اسم جو دو یا دو سے زیادہ چیزوں کے لیے استعمال کیا جائے جمع کہلاتا ہے۔ جیسے لڑکے، مرغیاں وغیرہ۔

اردو میں مونث اور مذکر اسموں کی جمع بنانے کے الگ الگ قاعدے ہیں۔

مذکر اسموں کی جمع

1۔ اگر مذکر اسم کے آخر میں "الف" یا "یا" ہو تو جمع بنانے کے لیے اسے یائے مجہول (ے) سے بدل لیتے ہیں جیسے لڑکا سے لڑکے، بیٹا سے بیٹے وغیرہ۔ یہ الفاظ اس سے مستثنٰی ہے: ابا، بابا، چچا، نانا، دادا، عنقا، دریا، صحرا

2۔ اگر مذکر اسم کے آخر میں "اں" ہو تو جمع بنانے کے لیے "الف" کو یائے مجہول (ے) سے بدل دیتے ہیں جیسے کنواں سے کنوئیں، دھواں سے دھوئیں وغیرہ۔

3۔ کچھ الفاظ کی واحد اور جمع کے لیے ایک جیسے مستعمل ہوتے ہیں۔ البتہ اس کی پہچان فعل کی وحدت اور جمع سے ہو گی۔ جیسے شہر آباد ہے۔ شہر آباد ہیں۔ پہلے میں شہر واحد اور دوسرے میں جمع مستعمل ہے۔

مونث اسموں کی جمع

1۔ اگر مونث اسم کے آخر میں یائے معروف (ی) ہو تو جمع بنانے کے لیے آگے "اں" بڑھاتے ہیں جیسے کاپی سے کاپیاں، نیکی سے نیکیاں وغیرہ۔

2۔ اگر مؤنث اسم کے آخر میں "واوٗ" یا "الف" ہو تو جمع بناتے وقت آخر میں "ئیں" زیادہ کرتے ہیں۔ جیسے دوا سے دوائیں، بلا سے بلائیں وغیرہ۔

3۔ اگر مونث اسم کے آخر میں "یا" ہو تو آخر میں صرف (ں) بڑھاتے ہیں جیسے گڑیا سے گڑیاں، پڑیا سے پڑیاں وغیرہ۔

4۔ جب مونث اسم کے آخر میں مندرجہ بالا حروف میں سے کوئی بھی نہ ہو تو پھر "یں" لگا کر جمع بنا لیتے ہیں جیسے خبر سے خبریں، تلوار سے تلواریں وغیرہ۔

5۔ اگر مونث اسم کے آخر میں "ن" ہو تو جمع بنانے کے لیے "یں" بڑھا دیتے ہیں جیسے بنگالن سے بنگالنیں وغیرہ۔

متفرق اصول

1۔ یہ الفاظ ہمیشہ بطور واحد استعمال ہوتے ہیں: چاندی، سونا، لوہا، تانبا، پیتل، قلعی، جست، جوار، باجرہ، مکئی، سرسوں، تربوز، پیاز

2۔ مندرجہ ذیل واحد الفاظ ہمیشہ جمع بولے جاتے ہیں: مٹر، گیہوں، جو، تل، مزاج، دام، بھاگ، نصیب، لچھن، کرتوت، روشن، اوسان، ہوش، دستخط، حضرت، کرم

3۔ یہ جمع الفاظ بطور واحد بولے جاتے ہیں یعنی ان کے آخر میں فعل واحد آتا ہے: خیرات، رعایا، آفاق، آسامی، ظلمات، کرامات، مواد، القاب، بقایا، کائنات، خرافات، اصول، اخلاق، اخبار، واردات، تحقیقات، اسباب، اوقات، حوالات، اولاد، اشراف، حور، افواہ

4۔ فارسی قاعدے کے مطابق بھی اکثر الفاظ واحد سے جمع بنائے جاتے ہیں اور وہ اردو میں عام مستعمل ہیں جیسے بندہ سے بندگان، ہزار سے ہزارہا، نقشہ سے نقشہ جات وغیرہ۔

سبق 15
فعل اور فعل کی اقسام

وہ کلمہ جس میں کسی کام کا کرنا یا ہونا زمانے کے تعلق کے ساتھ پایا جائے فعل کہلاتا ہے۔ جیسے کھایا، لکھا وغیرہ۔

زمانے کے لحاظ سے فعل کی اقسام: زمانے کے لحاظ سے فعل کی تین قسمیں مندرجہ ذیل ہیں:

فعل ماضی: وہ فعل جو گزرے ہوئے زمانے میں کسی کام کا کرنا یا ہونا یا سہنا ظاہر کرے فعل ماضی کہلاتا ہے۔ جیسے علی نے خط لکھا تھا۔

فعل حال: وہ فعل جو موجودہ زمانے میں کسی کام کا کرنا یا ہونا یا سہنا ظاہر کرے فعل حال کہلاتا ہے۔ جیسے علی کھانا کھاتا ہے۔

فعل مستقبل: وہ فعل جو آنے والے زمانے میں کسی کام کا کرنا یا ہونا یا سہنا ظاہر کرے فعل مستقبل کہلاتا ہے۔ جیسے علی کھانا کھائے گا۔

بناوٹ کے لحاظ سے فعل کی اقسام:

فعل مضارع: وہ فعل جس میں حال اور مستقبل دونوں کے معنی پائے جائے فعل مضارع کہلاتا ہے۔ جیسے علی بیٹھو۔

فعل امر: وہ فعل جس میں کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے جیسے بند کرو۔

فعل نہی: وہ فعل جس میں کسی کام کے کرنے سے منع کیا جائے۔ جیسے مت بول۔

معنی کے لحاظ سے فعل کی اقسام:

فعل لازم: وہ فعل جو صرف فاعل کو چاہے جیسے احمد بیٹھا۔

فعل متعدی: وہ فعل جو جو فاعل کے ساتھ مفعول کو بھی چاہے۔ جیسے علی نے خط لکھا۔

بلحاظ اثبات و نفی فعل کی اقسام:

مثبت فعل: وہ فعل جو کسی کام کا کرنا یا ہونا ظاہر کرے جیسے احمد آیا تھا۔

منفی فعل: وہ فعل جو کسی کام کا نہ کرنا یا نہ ہونا ظاہر کرے جیسے احمد نہیں آیا تھا۔

بلحاظ فاعل فعل کی اقسام:

فعل معروف: وہ فعل جس کا فاعل معلوم ہو جیسے سعید نے کھانا کھایا۔

فعل مجہول: وہ فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو جیسے کھانا کھایا گیا۔

سبق نمبر 16

فعل ماضی کی اقسام

فعل ماضی: وہ فعل جو گزرے ہوئے زمانے میں کسی کام کا کرنا یا ہونا یا سہنا ظاہر کرے فعل ماضی کہلاتا ہے۔ جیسے علی نے خط لکھا تھا۔ فعل ماضی کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

فعل ماضی مطلق: وہ فعل جس میں کام کا کرنا، ہونا یا سہنا گزشتہ زمانے میں پایا جائے اور نزدیک یا دور کا ذکر نہ ہو، فعل ماضی مطلق کہلاتا ہے۔ جیسے وہ آیا، اس نے لکھا۔

فعل ماضی قریب: وہ فعل جس میں نزدیک کا گزرا ہو زمانہ پایا جائے فعل ماضی قریب کہلاتا ہے۔ جیسے وہ آیا ہے، اس نے لکھا ہے۔

فعل ماضی بعید: وہ فعل جس میں دور کا گزرا ہوا زمانہ پایا جائے فعل ماضی بعید کہلاتا ہے۔ جیسے وہ آیا تھا، اس نے لکھا تھا۔

فعل ماضی استمراری: وہ فعل جس میں کام کا گزرے ہوئے زمانے جاری رہنا یا بار بار ہونا پایا جائے، فعل ماضی استمراری کہلاتا ہے۔ جیسے وہ لکھتا تھا، وہ لکھ رہا تھا۔

فعل ماضی شکیہ یا احتمالی: وہ فعل جس میں گزرے ہوئے زمانے کسی کام کے کرنے یا ہونے کے متعلق شک پایا جائے فعل ماضی شکیہ یا احتمالی کہلاتا ہے۔ جیسے وہ آیا ہو گا، اس نے لکھا ہو گا۔

فعل ماضی تمنائی یا شرطی: وہ فعل جس میں کام کا ہونا گزشتہ زمانہ میں شرط یا تمنا کے ساتھ پایا جائے، فعل ماضی تمنائی یا شرطی کہلاتا ہے۔ جیسے کاش وہ سکول جاتا، اگر وہ محنت کرتا تو کامیاب ہو جاتا۔

سبق نمبر 17

افعال معاون

افعال معاون یا امدادی افعال سے مراد ایسے افعال ہیں جو دوسرے فعلوں کے ساتھ مل کر مرکب فعل بناتے ہیں۔ جیسے پکار اٹھنا، رو پڑنا وغیرہ۔ امدادی افعال میں بعض ایسے ہیں جو ہمیشہ دوسرے افعال کے ساتھ ہی استعمال ہوتے ہیں، اکیلے استعمال نہیں ہوتے جیسے چکنا، سکنا، لگنا۔ مگر بعض ایسے ہیں جو اکیلے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اس صورت میں ان کی معنی مختلف ہو جائیں گے۔

روزمرہ استعمال میں آنے والے اہم امدادی افعال

سکنا: کسی کام کے کرنے کی قابلیت رکھنے یا اجازت کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے میں اردو بول سکتا ہوں، میں جا سکتا ہوں؟

آنا: فعل کی تکمیل اور تاکید کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے بن آنا، ابھر آیا

جانا: یہ بھی فعل کی تاکید اور تکمیل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کھاجانا، لیٹ جانا

اٹھنا: کسی فعل کی بے اختیاری اور تیزی کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے چلا اٹھنا، بھڑک اٹھا

پڑنا: کسی کام کے اچانک واقع ہونے کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے رو پڑا، گر پڑ۔ بعض دفعہ مجبوری کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جانا پڑا

چکنا: کسی کام کی تکمیل کا مطلب ظاہر کرتا ہے۔ جیسے ہو چکا، کھیل چکا

لگنا: کام شروع کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کھیلنے لگا، کھانے لگا

نکلنا: سکون کی حالت سے اچانک حرکت یں آنے کو ظاہر کرتا ہے جیسے چل نکلا،

ڈالنا: کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے مار ڈالا، کاٹ ڈالا

لینا: فعل کی تکمیل کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے پالیا، کھالیا

چاہنا: اراد اور خواہش کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے جانا چاہتا ہوں، کھیلنا چاہتا ہے۔

سبق نمبر 18

علامت فاعل "نے" اور علامت مفعول "کو" کا استعمال

علامت فاعل "نے" کا استعمال:

ا۔ "نے" علامت فاعل ہے اور متعدی افعال میں ہمیشہ فاعل کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے علی نے کھانا کھایا۔ اس جملے میں علی فاعل ہے اور نے علامت فاعل

۲۔ لازم افعال میں فاعل کے ساتھ نے نہیں آتا۔ جیسے سعید واپس آیا۔

۳۔ متعدی افعال کی صورت میں بھی "نے" صرف ماضی مطلق، ماضی قریب، ماضی بعید اور ماضی شکیہ کے ساتھ آتا ہے۔ باقی افعال کے ساتھ نہیں آتا۔ جیسے احمد نے کہا ہے۔ اس میں علامت فاعل آیا ہے لیکن احمد کہتا تھا میں نہیں آئے گا۔

۴۔ بعض متعدی افعال ایسے بھی ہیں کہ ان کے ساتھ "نے" نہیں آتا جیسے شرمانا، بھولنا، لانا وغیرہ۔ لیکن بولنے کے ساتھ جب کوئی لفظ مفعول کے طور پر آئے تو "نے" آئے گا۔ جیسے حمزہ نے جھوٹ بولا۔

۵۔ "چاہنا" مصدر سے بننے والے افعال کے ساتھ "نے" آتا ہے جیسے خدا نے چاہا لیکن اگر دل اور جی کے ساتھ چاہا استعمال ہو تو "نے" نہیں آئے گا۔ جیسے جب دل چاہے۔

۶۔ ہارنا، جیتنا، پکارنا، کھیلنا، سمجھنا، بدلنا یہ مصادر اگر فعل لازم کے طور پر استعمال ہوں تو ان کے ساتھ "نے" نہیں آتا اور اگر فعل متعدی کے طور پر استعمال ہوں تو ان کے ساتھ "نے" آتا ہے جیسے ہم ہارے، ہم نے میچ ہارا۔

۷۔ جب مصدر کے ساتھ "ہے" یا "تھا" استعمال ہوتا ہے تو فاعل بصورت مفعول استعمال ہوتا ہے۔ اس میں "نے" نہیں لگاتے۔ جیسے مجھے لاہور جانا ہے۔

۸۔ مجھ اور تجھ اگرچہ ضمیر کی مفعولی حالتیں ہیں اور ان کے ساتھ "نے" نہیں لگاتے لیکن جب مجھ اور تجھ کے ساتھ کوئی صفت بھی ہو تو "نے" کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مجھ ناچیز نے بھی زیارت کی۔ تجھ نالائق نے یہ بات کیسے کہی۔

علامت مفعول "کو" کا استعمال:

۱۔ "کو" علامت مفعول ہے اور متعدی افعال میں ہمیشہ مفعول کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے مصباح نے فقیر کو روٹی دی۔ ان میں فقیر مفعول ہے اور کو علامت مفعول

۲۔ فعل مجہول کی صورت میں اگر مفعول غیر جانبدار ہو تو اس کے ساتھ عام طور پر "کو" استعمال نہیں ہوتا۔ جیسے فصل بوئی گئی تھی۔ اگر یہ مفعول انسان ہو تو پھر "کو" لانا ضروری ہے۔ سعید کو واپس بھیج دیا گیا تھا۔

۳۔ جملے میں جاندار مفعول کے ساتھ "کو" آتا ہے بے جان کے ساتھ نہیں۔ جیسے علی کو امی نے بھیجا۔ سعید نے کھیل دیکھا۔ دوسرے جملے میں کھیل مفعول ہے لیکن کو استعمال نہیں ہوا۔

۴۔ اگر کسی جملے میں کوئی عام آدمی یا شخص مفعول ہو تو اس کے ساتھ "کو" نہیں لگاتے لیکن جب کسی آدمی یا شخص کا نام لیا جائے یا اشارے اور اضافت وغیرہ سے اس میں کوئی خصوصیت پیدا کر دی جائے تو پھر "کو" ضرور لانا چاہیے۔ جیسے ہم نے ایک آدمی دیکھا۔ ہم نے اس شخص کو بازار میں دیکھا۔ پہلے جملے میں کو نہیں جبکہ دوسرے میں موجود ہے۔

۵۔ جب کسی جملے میں ایک سے زیادہ مفعول ہوں تو "کو" کی علامت بے جان چیز کے ساتھ نہیں آئے گی بلکہ شخص کے ساتھ آئے گی۔ جیسے شہزاد نے سلیم کو روٹی دی۔

۶۔ جب کسی محاورے میں مفعول مصدر کے ساتھ آئے تو "کو" نہیں آتا جیسے پاؤں ہلانا، تارے گننا وغیرہ۔

۷۔ مصدر میں "کو" علامت مفعول ہے، علامت فاعل "نے" کی جگہ لے لیتا ہے۔ سعید نے آج واپس جانا ہے کی بجائے سعید کو آج واپس جانا ہے۔

۸۔ کبھی کبھی "کو" غرض، مقصد یا معاوضے کو ظاہر کرتا ہے جیسے میں ان کی ملاقات کو گیا تھا۔

۹۔ کبھی کبھی "کو" وقت یا دن کا اظہار بھی کرتا ہے۔ جیسے میں جمعرات کو آؤں گا۔

۱۰۔ مصدر کے ساتھ جب "کو" آئے تو عنقریب ہونے والے کسی فعل کو ظاہر کرتا ہے جیسے مینہ برسنے کو تھا۔

سبق نمبر 19

فعل کی مطابقت

فاعل یا مبتداء کے ساتھ:

۱۔ اگر کسی جملے میں ایک سے زیادہ فاعل ہوں تو فعل کی تذکیر و تانیث اور واحد جمع اس اسم کے مطابق ہوتی ہے جو فعل کے زیادہ قریب ہوتا ہے جیسے بچے اور بچیاں سکول گئی ہیں۔ بھیڑیں اور گھوڑے چر رہے تھے۔

۲۔ اگر فاعل حرف عطف کے ذریعے ملے ہوں اور دونوں انسان ہوں تو فعل ہمیشہ جمع آتا ہے۔ مثلاً علی اور احمد چلے گئے۔

۳۔ اگر فاعل حرف عطف کے ذریعے ملے ہوں اور دونوں غیر انسان ہوں تو فعل مفرد آتا ہے جیسے طوطا اور کوا اڑ گیا۔

۴۔ جب فاعل کی عزت اور تعظیم ملحوظ ہو تو فعل جمع آتا ہے۔ جیسے ہمارے استاد صاحب تشریف لائے۔

۵۔ جب فاعل دو یا دو سے زیادہ ملی جلی ضمیروں پر مشتمل ہوں یعنی کوئی غائب، کوئی متکلم اور کوئی حاضر ہو تو ایسی صورت میں فعل جمع آتا ہے۔ جیسے میں اور وہ یہاں کیا کریں گے۔

مفعول یا خبر کے ساتھ:

ا۔ جب جملے میں ایک سے زیادہ مفعلو یا خبر ہوں تو فعل آخری مفعول یا خبر کے مطابق واحد یا جمع ہو تا ہے۔ جیسے علی نے چار کتابیں اور ایک پنسل خریدا۔

۲۔ جب جملے میں ایک سے زیادہ مفعول ہوں تو فعل آخری مفعول کے مطابق مذکر یا مؤنث آتا ہے۔ جیسے علی نے مکان اور دنیں فروخت کر دیں۔

۳۔ فعل متعدی کی صورت میں جب مفعول کے ساتھ "کو" علامت مفعول موجود ہو تو فعل کا صیغہ ہمیشہ واحد مذکر آتا ہے۔ جیسے تم نے کتابوں کو کہاں رکھا تھا؟

۴۔ اگر "کو" کی علامت مفعول موجود نہ ہو تو پھر فعل کا صیغہ مفعول کے مطابق مذکر، مؤنث یا واحد جمع ہو گا۔ جیسے تم نے کتابیں کہاں رکھی تھیں؟

۵۔ فعل متعدی کی صورت میں جب فعل میں مصدر بھی موجود ہو تو مؤنث مفعول یا خبر کے لیے مصدر مذکر اور مؤنث دونوں طرح صحیح ہے جیسے ہم پر یہ مصیبت بھی آنا تھی۔ ہم پر یہ مصیبت بھی آنی تھیں۔

سبق نمبر 20

حرف اور حرف کی اقسام

حرف وہ کلمہ ہے جو نہ تو اسم ہو اور کسی مصدر سے مشتق ہو بلکہ دوسرے کلمات سے مل کر اپنے معنی دیتا ہو۔ حرف اسم اور فعل کے درمیان ربط پیدا کرتا ہے۔ حرف کے بغیر اسم اور فعل دونوں بیکار ہیں۔ حرف کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

حروف جار: وہ حروف جو اسم کو فعل یا مشابہ فعل کے ساتھ ملاتے ہیں، حروف جار کہلاتے ہیں۔ حروف جار یہ ہیں: میں، سے، پر، تک، تلک، لیے، واسطے، اندر درمیان، پاس وغیرہ۔

حروف عطف: وہ حروف جو دو کلموں کو آپس میں ملائیں یا ایک حکم کے ماتحت کر دیں حروف عطف کہلاتے ہیں۔ حروف عطف یہ ہیں: اور، و، کر کے، پھر، نیز، بھی

حروف اضراب: وہ حروف جو ایک بات کو ترقی دے کر ادنیٰ یا ادنیٰ سے اعلیٰ بنانے کے موقع پر دو جملوں کے درمیان آتا ہو، حروف اضراب کہلاتے ہیں۔ اردو میں حرف اضراب ایک ہے اور وہ ہے "بلکہ"

حروف تردید: وہ حروف جو دو چیزوں یا دو باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے موقع پر بولے جائیں، حروف تردید کہلاتے ہیں۔ حروف تردید یہ ہیں: خواہ، چاہے، یا وغیرہ۔

حروف استدراک: وہ حروف جو پہلے جملے میں آنے والے کسی شبہ کو دور کرنے کے لیے دوسرے جملہ میں استعمال ہوتے ہیں حروف استدراک کہلاتے ہیں۔ حروف استدراک یہ ہیں: مگر، ہاں، لیکن، الا، سو، پر، البتہ

حروف استثناء: وہ حروف جو ایک چیز کو دوسری چیز سے جدا کریں، حروف استثناء کہلاتے ہیں۔ حروف استثناء یہ ہیں: جز، بجز، سوا، ماسوا، پھر، الا، مگر

حروف اضافت: وہ حروف جو دو اسموں کے باہمی کے تعلق کو ظاہر کرتے ہیں، حروف اضافت کہلاتے ہیں۔ حروف اضافت یہ ہیں: کا، کے، کی اس کے علاوہ را، رے، ری، نا، نے، ی بھی حروف اضافت کی علامت ہیں۔

حروف نفی: ایسے حروف جن سے نفی یا انکار کا مفہوم ظاہر ہوتا ہے، حرف نفی کہلاتے ہیں۔ حروف نفی یہ ہیں: نہ، نہیں، نا، مت، بے حاشا و کلا

حروف علت: وہ حروف جو کسی امر یا کام کا سبب ظاہر کریں، حروف علت کہلاتے ہیں۔ حروف علت یہ ہیں: کہ، کیونکہ، چونکہ، تاک، اس لیے کہ، لہذا، پس

حروف شرط وجزا: وہ حروف جو جملے کے شروع میں آکر شرط کے معنی دیتے ہیں، حروف شرط کہلاتے ہیں۔ حروف شرط یہ ہیں: اگر، گر، جب، اگرچہ، ہر چند، گو، از بس کہ، جوں جوں، جونہی

جب کسی جملے میں حروف شرط آتا ہے تو اس کے جواب میں آنے والے جملے کا پہلا حرف جزا کہلاتا ہے۔ حروف جزا یہ ہیں: تو، تب، مگر، پر، تاہم، پھر بھی

حروف حصر و خصوصیت: وہ حروف جو کسی اسم یا فعل کے ساتھ آکر ایک قسم کی خصوصیت پیدا کریں، حروف حصر و خصوصیت کہلاتے ہیں۔ حروف حصر و خصوصیت یہ ہیں: ہی، صرف، محض، فقط، اکیلا، تنہا

حروف قسم: وہ حروف جو قسم کھانے کے لیے بولے جاتے ہیں، حروف قسم کہلاتے ہیں۔ حروف قسم یہ ہیں: بخدا، واللہ، باللہ، قسم، حقا

حروف تاکید: وہ حروف جن سے کلام میں زور پیدا ہوتا ہے، حروف تاکید کہلاتے ہیں۔ حروف تاکید یہ ہیں: ضرور، بالضرور، ہر گز، کبھی، زنہار، مطلقاً، قطعاً، اصلاً، بعینہ، تمام وغیرہ۔

حروف تنبیہہ: وہ حروف جو ڈرانے اور خبر دار کرنے کے موقع پر بولے جاتے ہیں، حروف تنبیہہ کہلاتے ہیں۔ حروف تنبیہہ یہ ہیں: خبر دار، زنہار، دیکھنا، دیکھو تو، سنو تو، ہیں، ہیں ہیں

حروف تشبیہہ: وہ حروف جو ایک چیز کو دوسری چیز جیسا ظاہر کرنے کے معنی دیں، حروف تشبیہہ کہلاتے ہیں۔ حروف تشبیہہ یہ ہیں: مانند، جیسی، سا، مثل، گویا، بعینہ، ہو بہو، سا، جیسا، جوں، صورت

حروف استفہام: وہ حروف جو پوچھنے کے موقع پر بولے جاتے ہیں، یا سوال کے موقع پر بولے جاتے ہیں، حروف استفہام کہلاتے ہیں۔ حروف استفہام یہ ہیں: کیوں، کب، کون، کہاں، کیسے، کیا، کیونکر، کس لیے وغیرہ۔

حروف ندا: وہ حروف جو پکارنے کے لیے بولنے جائے، حروف ندا کہلاتے ہیں۔ حروف ندا یہ ہیں: ہاں، جی ہاں، اچھا، بہت اچھا، ٹھیک، واقعی، درست، بجا۔

حروف ندبہ و تاسف: وہ حروف جو افسوس کے مقام پر بولے جاتے ہیں، حروف ندبہ و تاسف کہلاتے ہیں۔ حروف ندبہ و تاسف یہ ہیں: افسوس، ہائے، ہائے ہائے، وائے، حیف، آہ

حروف ظرفیت: وہ حرف جو مقام ظرفیت میں بولے جاتے ہیں حروف ظرفیت کہلاتے ہیں۔ حرف ظرفیت یہ ہیں: اب، جب، تب، ابھی، جبھی، اس جگہ، کس جگہ، اس وقت وغیرہ

حروف مفاجات: وہ حروف جو کسی امر کے ناگہاں واقع ہونے پر بولے جاتے ہیں، حروف مفاجات کہلاتے ہیں۔ حروف مفاجات یہ ہیں: ناگاہ، ناگہاں، اچانک، دفعتاً

حروف تمنا: وہ حروف جو آرزو کے موقع پر بولے جاتے ہیں حروف تمنا کہلاتے ہیں۔ حروف تمنا یہ ہیں: کاش، اے کاش

حروف تحسین و آفرین: وہ حروف جو تحسین اور تعریف کے مقام پر بولے جاتے ہیں، حروف تحسین و آفرین کہلاتے ہیں۔ حروف تحسین و آفرین یہ ہیں: واہ واہ، شاباش، خوب، بہت خوب، جزاک اللہ

حروف نفرین: وہ حروف جو اظہار نفرت کے موقع پر بولے جاتے ہیں، حروف نفرین کہلاتے ہیں۔ حروف نفرین یہ ہیں: لعنت، خدا کی مار، دردر، تف

کلمات خلاصہ کلام: وہ حروف جن سے ظاہر ہو جائے کہ متکلم سابقہ کلام کا خلاصہ بیان کر رہا ہے، کلمات خلاصہ کلام کہلاتا ہے۔ کلمات خلاصہ کلام یہ ہیں: غرض، الغرض، القصہ، المختصر، قصہ مختصر

حروف تعجب: وہ حروف جو تعجب کے موقع پر بولے جاتے ہیں، حروف تعجب کہلاتے ہیں۔ حروف تعجب یہ ہیں: اللہ اکبر، سبحان اللہ، لاحول ولا قوۃ، اا وہو

حروف انبساط: وہ حروف جو فرط مسرت سے زبان پر آتے ہیں، حروف انبساط کہلاتے ہیں۔ حروف انبساط یہ ہیں: ہاہا، واہ واہ، سبحان اللہ

سبق نمبر 21

مرکب ناقص کی اقسام

جب دو یا دو سے زیادہ کلمات ترکیب پائیں تو اس مرکب کو کلام کہتے ہیں۔ اس دو اقسام ہیں: کلام ناقص اور کلام تام

کلام ناقص: وہ مرکب جس سے سننے والے کو پورا مطلب حاصل نہ ہو کلام ناقص کہلاتا ہے۔ جیسے میرا قلم، ٹھنڈا پانی مرکب ناقص کی اقسام کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

مرکب اضافی: بعض اوقات دو اسموں کے درمیان ایک معمولی سا تعلق پایا جاتا ہے۔ اس تعلق کو اضافت کہتے ہیں۔ جس اسم کا تعلق ظاہر کیا جائے اسے مضاف اور جس سے تعلق ظاہر کیا جائے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں۔ مضاف اور مضاف الیہ کے ملاپ سے جو مرکب بنتا ہے اسے مرکب اضافی کہتے ہیں۔ جیسے سعید کا بھائی، علی کی بہن

مرکب توصیفی: وہ مرکب جو صفت اور موصوف سے مل کر بنے، مرکب توصیفی کہلاتا ہے۔ جیسے ٹھنڈا پانی، نیک لڑکی وغیرہ۔

مرکب عطفی: وہ مرکب جو معطوف علیہ اور معطوف سے مل کر بنے، مرکب عطفی کہلاتا ہے۔ جیسے علی اور احمد، امیر و غریب۔ حرف عطف سے پہلا اسم معطوف علیہ اور بعد کا معطوف کہلاتا ہے۔

مرکب ظرفی: وہ مرکب جو ظرف اور مظروف سے مل کر بنے، مرکب ظرفی کہلاتا ہے۔ جیسے دریا کا پانی، باغ کا پھول۔

مرکب امتزاجی: وہ مرکب جو دو یا دو سے زیادہ اسموں کے ملاپ سے بنے یعنی دو یا زیادہ اسم مل کر ایک اسم بنائے، مرکب امتزاجی کہلاتا ہے۔ جیسے اعظم گڑھ، علی حسین وغیرہ۔

مرکب عددی: وہ مرکب جو عدد اور معدود سے مل کر بنے، مرکب عددی کہلاتا ہے۔ جیسے چار کتابیں، دس اشرفیاں۔ چار اور دس عدد کتابیں اور اشرفیاں معدود ہیں۔

مرکب جاری: وہ مرکب جو حرف جار اور مجرور سے مل کر بنے، مرکب جار کہلاتا ہے۔ جیسے چھت سے، لاہور تک۔ چھت اور لاہور مجرور اور سے تک حروف جار ہیں۔

مرکب اشاری: وہ مرکب جو اسم اشارہ اور مشار الیہ سے مل کر بنے، مرکب اشاری کہلاتا ہے۔ جیسے یہ سکول، وہ گاڑی۔ یہ اور وہ اسم اشارہ جبکہ سکول اور گاڑی مشار الیہ ہے۔

مرکب بدلی: وہ مرکب جو بدل اور مبدل منہ سے مل کر بنے۔ جب جملے میں دو لفظ آگے پیچھے اس قسم کے آئیں کہ دونوں سے ایک ہی مراد ہو۔ ان میں سے ایک مقصود ہو اور دوسرے سے کوئی غرض نہ ہو۔ جو مقصود ہو اسے بدل اور دوسرے کو مبدل منہ کہتے ہیں۔ جیسے علی تمہارا چچا

مرکب تمیزی: وہ مرکب جو جو تمیز اور ممیز سے مل کر بنے، مرکب تمیزی کہلاتا ہے۔ جیسے پانچ کلو چینی، دس گز کپڑا۔ پانچ کلو اور دس گز تمیز جبکہ چینی اور کپڑا ممیز ہے۔

مرکب تاکیدی: وہ مرکب جو تاکید اور موکد سے مل کر بنے۔ اس میں ایک کلمہ دوسرے کی تاکید کرتا ہے۔ اس طرح دونوں کے درمیان ربط میں زور پیدا ہو جاتا ہے۔ جو لفظ زور پیدا کرے وہ تاکید اور جس کی تاکید کرے وہ موکد کہلاتا ہے۔ جیسے سبھی بچے، تمام عورتیں وغیرہ۔

مرکب استثنائی: وہ مرکب جو مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ سے مل کر بنے اور ان کے درمیان حرف استثنیٰ آئے۔ یہ مرکب ایک چیز کو باقی تمام چیزوں سے الگ کر دیتی ہے۔ جیسے علی کے سوا تمام بچے۔ اس جملے میں علی مستثنیٰ، تمام بچے مستثنیٰ منہ اور سوا حرف استثنیٰ ہے۔

عطف بیان و مبین: کبھی کبھی ایک مرکب میں ایک اسم دوسرے اسم کی وضاحت کرتا ہے اور یہ دوسرا اسم پہلے کی نسبت زیادہ مشہور ہوتا ہے۔ دوسرا اسم اکثر تخلص یا لقب ہوتا ہے۔ اس واضح کرنے والے اسم کو عطف بیان اور پہلے اسم کو مبین کہا جاتا ہے۔ جیسے مرزا اسد اللہ غالب۔

تابع مہمل: وہ مرکب جو ایک بامعنی اور ایک بے معنی لفظ کے ملاپ سے بنے۔ جیسے روٹی ووٹی، غلط سلط

تابع موضوع: وہ مرکب جس میں ددونوں الفاظ بامعنی ہو جیسے رونا دھونا، مار پیٹ

حال ذوالحال: وہ مرکب جس میں فاعل یا مفعول کی حالت بیان کرے۔ جیسے مسکراتا ہوا چہرہ۔ اس میں مسکراتا ہوا حال اور چہرہ ذوالحال ہے۔

سبق نمبر 22

اضافت کی اقسام

اضافت تملیکی: وہ اضافت جس میں مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان مالک اور مملوک کا تعلق ہو۔ کبھی مالک کی اضافت مملوک کی طرف اور کبھی مملوکی اضافت مالک کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے علی کی ٹوپی، پاکستان کا وزیر اعظم

اضافت ظرفی: وہ اضافت جس میں مضاف مظروف اور مضاف الیہ ظرف ہوتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ایک ظرف مکان اور دوسرا ظرف زمان۔ جیسے باغ کا پھول، صبح کی ہوا

اضافت تخصیصی: وہ اضافت جس میں مضاف اپنے مضاف الیہ کے سبب خصوصیت حاصل کرے۔ لیکن تملیکی یا ظرفی نہ ہو جیسے علی کا ہاتھ، سعید کا پاؤں

اضافت توضیحی: وہ اضافت جس میں مضاف الیہ مضاف کی وضاحت کرے۔ اس میں مضاف عام ہوتا ہے اور مضاف الیہ خاص۔ جیسے جمعے کا دن، کراچی کا شہر

اضافت بیانی: وہ اضافت جس میں مضاف اس چیز سے بنا ہوا ہو جو مضاف الیہ ہو جیسے بانات کی ٹوپی، سونے کی انگوٹھی

اضافت تشبیہی: وہ اضافت جس میں مضاف الیہ کو مضاف کی مانند کر سکیں۔ جیسے نگاہ کا تیر، زلف کی زنجیر

اضافت استعارہ: وہ اضافت جس میں کسی لفظ کے مفہوم کو کسی نسبت کی بنا پر کچھ اور فرض کر لیا جاتا ہے۔ جیسے عقل کے ناخن

اضافت بہ ادنیٰ تعلق یا ملابست: جب تھوڑے سے تعلق کی بنا پر ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف منسوب کرے جیسے ہمارا شہر، ان کا محلہ

سبق نمبر23

مرکب تام یا جملہ

جملہ کے دو بڑے اجزاء ہوتے ہیں، جن میں ایک تعلق پایا جاتا جو کلام کو پورا کرتا ہے اس تعلق کو اسناد کہتے ہیں۔ جملے میں جس شخص یا چیز کے بارے میں کہا جائے اسے مسند الیہ کہتے ہیں اور جو کچھ کہا جائے اسے مسند کہتے ہیں۔ جیسے علی بیمار ہے۔ اس میں علی مسند الیہ اور بیمار ہے مسند ہے۔

جملے کی اقسام: جملے کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

جملہ اسمیہ: جس جملے میں مسند اور مسند الیہ دونوں اسم ہو اور فعل ناقص آئے جملہ اسمیہ کہلاتا ہے۔ جیسے علی نیک ہے۔ جملہ اسمیہ کے فاعل کو مبتداء صفت کو خبر کہتے ہیں۔

جملہ فعلیہ: جس جملے میں مسند الیہ تو اسم ہو مگر مسند میں کوئی نہ کوئی فعل آئے جملہ فعلیہ کہلاتا ہے۔ جیسے علی نے خط لکھا۔ جملہ فعلیہ کے بنیادی اجزاء فاعل، مفعول اور فعل ہے۔

معنوں کے لحاظ سے جملے کی دو قسمیں ہیں:

جملہ خبریہ: وہ جملہ جس کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ جیسے احمد نے کھانا کھایا۔

جملہ انشائیہ: وہ جملہ جس کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں۔ جیسے کتاب کہاں ہے؟

سبق نمبر24

ترکیب نحوی

جملوں کے اجزاء کو الگ الگ بیان کرنے اور ان کے تعلق کو ظاہر کرنے کا نام ترکیب نحوی ہے۔ ترکیب نحوی میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

1۔ کسی جملے میں ترکیب نحوی کرتے وقت سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ جملہ، جملہ اسمیہ ہے یا فعلیہ ہے۔

2۔ اگر جملہ اسمیہ ہو تو پھر اس کے مبتداء اور خبر معلوم کیجیے۔

3۔ اگر جملہ فعلیہ ہو تو پھر اس کے فاعل، مفعول اور فعل معلوم کیجیے۔

4۔ اگر کوئی شعر یا مصرع دیا ہو تو پہلے اس کی نثر بنالیجیے اور کچھ الفاظ چھوڑے ہوں تو ان کو بھی پورا کر لیجیے۔

5۔ فعل مجہول میں مفعول فاعل کا قائم مقام ہوتا ہے اس کو مفعول مالم یسم فاعلہ کہتے ہیں

ترکیب نحوی کی کچھ مثالیں

1۔ علی بیمار ہے۔ جملہ اسمیہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ علی، مبتداء بیمار۔ خبر ہے فعل ناقص

2۔ علی نے کھانا کھایا۔ جملہ فعلیہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ علی۔ فاعل نے۔ علامت فاعل کھانا۔ مفعول کھایا۔ فعل

3۔ مصرعہ ۔۔۔۔ در و دیوار پر حسرت سے نظر کرتے ہیں

ہم ۔۔۔ فاعل (محذوف)

در و دیوار ۔۔۔ مرکب عطفی ۔۔۔۔ در معطوف علیہ و ۔۔ حروف عطف دیوار ۔۔ معطوف

پر ۔۔ حروف جار

حسرت۔۔ مجرور

سے۔۔۔ حروف جار

نظر۔۔۔ مفعول

کرتے ہیں۔۔ فعل

سبق نمبر25

علاماتِ وقف

بات کے دوران یا تقریر کے دوران انسان کبھی آواز کو پست کرتا ہے اور کبھی بلند۔ کہیں رک رک کر بات کرتا ہے اور کہیں بالکل ٹھہر جاتا ہے۔ ان تمام حرکات کو ظاہر کے لیے مختلف علامات ہیں جو عبارت میں استعمال ہوتی ہیں۔ جن کو وقف کہتے ہیں۔

ختمہ: یہ علامت ایک پورے جملے کے خاتمے پر ایک چھوٹی سی لکیر کی صورت میں لگائی جاتی ہے جہاں کچھ دیر ٹھہرنا ہوتا ہے۔ یہ عبارت میں ایک جملے کو دوسرے جملے سے جدا کرتی ہے۔ اسے وقف کامل، وقف تام اور انگریزی میں فل سٹاپ(.) بھی کہتے ہیں۔

سوالیہ: اس علامت کو وقف کامل بھی کہتے ہے یہ علامت سوالیہ جملے کے آخر میں لگائی جاتی ہے۔ اس علامت کے استعمال سے ایک عام جملے اور سوالیہ جملے میں واضح فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ جن جملوں میں کوئی سوال پوچھا جا رہا ہو ان جملوں میں یہ علامت استعمال ہوتی ہے۔ اِن جملوں کے آخر میں اگر سوالیہ نشان استعمال نہ کیا جائے تو ان جملوں کا مفہوم صحیح طور پر واضح نہیں ہوتا۔ اسے علامت استدلال بھی کہتے ہیں۔(؟)

سکتہ: یہ چھوٹا سا اور مختصر وقفہ ہوتا ہے، جس میں ہلکا سا توقف کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اس کو انگریزی میں کوما(،) کہتے ہیں۔ یہ علامت وضاحت کے لیے اکثر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے عبارت کی صحیح طور پر وضاحت ہو جاتی ہے۔

تفصیلیہ: یہ علامت کسی چیز کی تفصیل یا وضاحت کے لیے استعمال ہوتی ہے۔(:-)

قوسین: قوسین یا خطوط واحدانی میں عبارت کے ایسے حصے لکھے جاتے ہیں جو جملہ معترضہ کے طور پر آتے ہیں۔ جملہ معترضہ ایسے جملے کو کہتے ہیں جو عبارت میں آجائے لیکن اصل عبارت سے اس کا تعلق نہ ہو بلکہ حوالے کے طور پر اس کا ذکر آئے۔ عام طور پر یہ علامت مکالموں اور ڈراموں میں استعمال کی جاتی ہے۔( )

علامت تعجب: علامت تعجب مندرجہ ذیل مقامات پر استعمال ہوتی ہے:

کسی کو بلاتے وقت جیسے کہ اے ہمدم!

اظہار حکم کے وقت جیسے کہ خاموش!

خواہش کے اظہار کے وقت جیسے کاش!

حیرانگی کے وقت جیسے واہ!

خوشی کے موقع پر جیسے ہاہاہا!

تنبیہہ کے وقت جیسے خبردار!

علامت حذف: یہ علامت چھوڑے ہوئے کلمات کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ اس کی علامت(۔۔۔۔) ہے۔

واوین: اس علامت سے کسی دوسرے کی بات ظاہر کی جاتی ہے۔ اس کی علامت " " ہے۔

علامت شعر: یہ علامت عبارت میں کوئی شعر لکھنے سے پہلے لگائی جاتی ہے۔

سبق نمبر26

متضاد الفاظ

وہ الفاظ جو معنوں کے لحاظ سے ایک دوسرے کے الٹ یا ضد ہو، متضاد الفاظ کہلاتے ہیں۔ الفاظ متضاد کی کچھ مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

آگ پانی، اصل نقل، اندھیرا اجالا، بہادر بزدل، باریک موٹا، پستی بلندی، تلخ شیریں، تقریر تحریر، دن رات، حرام حلال، سیاہ سفید

سبق27

مترادف الفاظ

وہ الفاظ جو معنوں کے لحاظ سے ایک جیسے ہو مترادف الفاظ کہلاتے ہیں۔

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
آبرو	عزت	آدمی	بشر	آشنا	واقف
احمق	بے وقوف	استاد	معلم	اندھیرا	تاریکی
باغ	گلشن	بہادر	شجاع	بے تاب	بے چین
پانی	آب	پربت	پہاڑ	پیدائش	ولادت
تجارت	کاروبار	تشویش	فکر	تنہائی	خلوت
جھنڈا	عَلم	جبر	ظلم	جام	ساغر
چاند	قمر	چست	چالاک	چرچا	مشہور

سبق نمبر28

وہ الفاظ جو آواز یا املا کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوں متشابہ الفاظ کہلاتے ہیں۔

متشابہ الفاظ بلحاظ آواز

ارض عرض، آم عام، امارت عمارت، اثر عصر، بے باک بیباق، بہرا بہرہ، حامی ہامی، زن ظن

متشابہ الفاظ بلحاظ املا

ادا یعنی قیمت دینا۔ ادا یعنی طرز

بار یعنی بوجھ۔ بار یعنی دفعہ

بین یعنی بجانے والا آلہ۔ بین یعنی رونا

کل یعنی دن۔ کل یعنی پرزہ

سبق نمبر29

تشبیہات

ایک چیز کو کسی خوبی، خامی یا ظاہری مشابہت کی وجہ کسی دوسری چیز کی طرح قرار دینا تشبیہ کہلاتا ہے۔ جیسے کہ علی شیر کی طرح بہادر ہے۔ تشبیہ کے مندرجہ ذیل ارکان ہیں:

مشبہ: جس چیز کو تشبیہ دی جائے اسے مشبہ کہتے ہیں۔

مشبہ بہ: جس چیز سے تشبیہ دی جائے اسے مشبہ بہ کہتے ہیں۔

حرف تشبیہ: وہ حرف جو تشبیہ دینے کے لیے استعمال کیا جائے حرف تشبیہ کہلاتا ہے۔

وجہ شبہ: مشبہ بہ اور مشبہ میں جو خصوصیت مشترک ہوتی ہے یعنی جس کی وجہ سے تشبیہ دی جاتی ہے اسے وجہ شبہ کہتے ہیں۔

سعید شیر کی طرح بہادر ہے۔

سعید۔۔۔مشبہ

شیر۔۔۔مشبہ بہ

کی طرح۔۔۔حروف تشبیہ

بہادر۔۔۔۔وجہ شبہ

سبق نمبر30

تلفظ

زبان دانی میں صحت تلفظ کی بڑی اہمیت ہے۔ اکثر امتحانات میں بھی اعراب لگانے کا سوال دیا جاتا ہے۔ اعراب کا مطلب کسی لفظ کے مختلف حروف پر زیر، زبر، پیش، شد، جزم، وغیرہ لگا کر اس کا تلفظ واضح کرنا۔ اردو میں مختلف زبانوں کے الفاظ مستعمل ہیں۔ تلفظ کے لیے سب سے زیادہ مشکلات عربی الفاظ کے معاملے میں پیش آتی ہے۔ چونکہ عربی الفاظ کے باقاعدہ اوزان مقرر ہیں اس لیے یہ دقت معمولی توجہ اور محنت سے رفع ہو جاتی ہے۔

عربی اوزان

افعال: پہلا حرف الف مفتوح، دوسرا حرف ساکن، تیسرا حرف مفتوح، چوتھا ساکن اور پانچواں حرف موقوف۔ یہ اسموں کی جمع کا وزن ہے۔ جیسے کہ اذکار، افکار، اسرار وغیرہ۔

افعال: پہلے حرف کے نیچے زیر، دوسرا حرف ساکن، تیسرا حرف مفتوح، چوتھا ساکن اور پانچواں حرف موقوف۔ یہ عربی مصدر کا وزن ہے۔ جیسے اقرار، انکار، اعلان وغیرہ۔

تفعیل: پہلے حرف پر زبر، دوسرے پر جزم، تیسرے پر زیر، چوتھے پر جزم، آخری موقوف۔ جیسے تکریم، تقریر، تحریر وغیرہ۔

تفعل: پہلے دو حروف پر زبر، تیسرے شد اور پیش، اخری موقوف۔ جیسے تکبر، تغیر، تبدل وغیرہ۔

تفاعل: پہلے دو حروف پر زبر، تیسرا ساکن، چوتھے پر پیش اور آخری موقوف۔ جیسے تساہل، تعارف، تقابل وغیرہ۔

انفعال: پہلے پر زیر، دوسرے پر جزم، تیسرے اور چھوتے پر زبر، آخری دو موقوف۔ جیسے اندمال، انحراف، انتظام وغیرہ۔

مفاعلہ: پہلے پر پیش، دوسر پر زبر، تیسرا ساکن، چوتھے اور پانچویں پر زبر آخری موقوف۔ جیسے مناظرہ، مقابلہ وغیرہ۔

سبق نمبر 31

سابقے اور لاحقے

سابقہ: بعض اوقات کسی لفظ کے شروع میں کوئی علامت لگا کر اس سے ایک نیا لفظ بنالیا جاتا ہے۔ اس علامت کو سابقہ کہتے ہیں۔ جیسے ادب سے بے ادب، سمجھ سے ناسمجھ وغیرہ۔

لاحقہ: اوقات کسی لفظ کے آخر میں کوئی علامت لگا کر اس سے ایک نیا لفظ بنالیا جاتا ہے۔ اس علامت کو لاحقہ کہتے ہیں۔ جیسے درد سے دردناک، صحت سے صحت مند۔

ان علامات کے ساتھ کے ساتھ مزید پانچ پانچ سابقے اور پانچ پانچ لاحقے بنائے۔

سابقے: ان، اہل، با، بے، بد، بلند، پست، پُر، پاک، تنگ

لاحقے: انگیز، آمیز، آرا، افروز، خوان، باز، پوش، پن، بین، ساز

سبق نمبر 32

نامکمل فقرات

کسی عبارت یا جملے میں خالی چھوڑی ہوئی جگہ کو پر کرنے کا کوئی خاص قاعدہ مقرر نہیں ہے بلکہ اس کا انحصار طالب علم کی سوجھ بوجھ، ذہانت اور قواعد زبان سے واقفیت پر ہے۔ فقرات کو مکمل کرنا کوئی ایسا مشکل کام نہیں، جس کے لیے خصوصی رہنمائی کی ضرورت ہو۔ تاہم مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھنا فائدہ مند رہے گا۔

۱۔ اگر جملے میں کوئی محاورہ استعمال ہوا ہے اور وہ نامکمل چھوڑ دیا گیا ہے تو اس کی تکمیل محاورے کے لیے خصوصی الفاظ سے ہی سے ہو گی اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔

۲۔ اگر جملے میں کوئی ضرب المثل یا مصرع نامکمل رہنے دیا گیا ہے تو اس کی تکمیل بھی مقررہ اور مخصوص الفاظ ہی سے کی جا سکے گی۔

۳۔ اگر جملے میں کوئی تاریخی حقیقت، کوئی عالمی سچائی اور کسی چیز یا شخص کی کوئی خصوصیت وغیرہ نامکمل بیان ہوئی ہو تو اس کی تکمیل اس طرح کی جائے گی کہ اس حقیقت یا سچائی یا خصوصیت میں کوئی ردوبدل نہ ہو۔

۴۔ بیشتر جملے ایسے ہوتے ہیں جنھیں کئی طرح سے مکمل کیا جا سکتا ہے۔ ایسے فقرات میں موقع محل کی مناسبت سے جو الفاظ بھی موزوں ہوں لگا لیجیے۔

سبق 33

غلط فقرات کی اصلاح

اکثر طالب علموں کی صحت زبان کا جائزہ لینے کے لیے امتحان میں غلط فقرات کی تصحیح کا سوال دیا جاتا ہے۔ ان فقرات میں عام طور پر جو اغلاط پائی جاتی ہیں اور خود طلبہ اپنی تقریر و تحریر میں جن غلطیوں کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ ذیل میں ایسی غلطیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

تذکیر و تانیث کی غلطی: جملے میں مذکر کی جگہ مونث اور مونث کی جگہ مذکر لکھ دیا جاتا ہے۔ جیسے آپ کی مرض بہت پرانی ہے۔ اس کا نام چپٹا ہے۔ حالانکہ مرض مذکر اور ناک مونث ہے۔

واحد جمع کی غلطی: جملے میں واحد کی جگہ جمع لکھ دیتے ہیں اور جمع کی جگہ واحد یا عربی جمع کو دوبار جمع بنا دیتے ہیں۔ جیسے میں نے آپ کا حالات پڑھا ہے۔ ہمیں مشکلاتوں میں گھبرانا نہیں چاہیے۔ پہلے جملے میں حال اور دوسرے میں مشکلات ہونا چاہیے۔

زائد الفاظ کی غلطی: بعض اوقات جملے میں دو ہم معنی لفظ لکھ دیئے جاتے ہیں۔ جیسے در حقیقت میں وہ سچا ہے۔ یہ ماہ رمضان کا مہینہ ہے۔ ایسا ہونا چاہیے کہ حقیقت میں وہ سچا ہے۔ یہ رمضان کا مہینہ ہے یا یہ ماہ رمضان ہے۔

املا اور ہجوں کی غلطی: کبھی کبھی جملے میں کسی لفظ کا املا غلط لکھ دیا جاتا ہے۔ جیسے مقامی مقامی کی جگہ مکامی، قلب کی جگہ کلب، موقع کی جگہ موقعہ لکھ دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات ہم آواز الفاظ کو باہم بدل دیتے ہیں جیسے اس نے محنت میں کوئی قصر نہ چھوڑی۔ اس نے حساب بیباک کر دی۔ یہاں قصر کی جگہ کسر اور بیباک کی بیباق ہے۔

روز مرہ کی غلطی: جملے میں ایسے الفاظ لانا جو اہل زبان کی روز مرہ بول چال کے خلاف ہوں جیسے وہ پانچ آٹھ دن سے غیر حاضر ہے۔ یہاں تین چار دن کہنا چاہیے۔

محاورہ کی غلطی: جملے میں محاورہ کے الفاظ میں ردوبدل کر دیا جاتا ہے۔ جیسے نو دو گیارہ ہونا کی جگہ آٹھ تین گیارہ ہونا غلط ہے۔

عطف واضافت کی غلطی: جملے میں دو اردو الفاظ کے درمیان یا دو اردو فارسی الفاظ کے درمیان واؤ عطف لے آتے ہیں جیسے ٹہنیاں و پتے، پانی و آتش۔ درست یوں ہے ٹہنیاں اور پتے، آب و آتش یا پانی اور آگ۔ اسی طرح انگریزی اردو لفظوں کے ساتھ فارسی لفظ مرکب کر لیتے ہیں اور ان کے نیچے اضافت لے آتے ہیں۔ جیسے کلرکِ دفتر، لبِ سڑک درست یوں ہے دفتر کا کلرک، سڑک کے کنارے یا لبِ شاہراہ۔

امالہ کی غلطی: کسی لفظ کے آخر میں آنے والے الف یا ہ کو یائے مجہول (ے) سے بدلنے کا نام امالہ ہے۔ جیسے بوڑھا سے بوڑھے، بندہ سے بندے وغیرہ۔ بعض لوگ امالہ کا خیال نہیں رکھتے مثال کے طور پر لکھتے ہیں بوڑھا نے کہا، وہ کمرہ میں بیٹھا تھا یا لکھتے ہیں یہ ہمارے نانے کی دکان ہے۔ یہ خدا اور بندہ کا معاملہ ہے۔ یہ ایسے ہونے چاہیے۔ بوڑھے نے کہا۔ وہ کمرے میں بیٹھا تھا۔ یہ ہمارے نانا کی دکان ہے۔ یہ خدا اور بندے کا معاملہ ہے۔

فعل اور فاعل کی عدم مطابقت: بعض اوقات جملے میں فعل اپنے فاعل کے مطابق نہیں لاتے جیسے اکرم اور شکیل روٹی کھاتا تھا۔ یہاں کھاتے تھے ہونا چاہیے۔

غلط العام: بعض اوقات ایسی اغلاط دی جاتی ہیں جو عام لوگ اپنی روز مرہ تقریر و تحریر میں کرتے ہیں جیسے مع کو بمعہ لکھتے ہیں۔

سبق نمبر 34

غلط فقرات کے حوالے سے چند اہم باتیں

کل کے سبق میں ہم نے غلطیوں کا ذکر کیا تھا جو کہ ہم سے سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ اس سلسلے میں آج مزید کچھ پڑھیں گے۔

۱۔ فقرے میں سب سے پہلے فاعل، پھر مفعول اور سب سے آخر میں فعل لانا چاہیے۔ جیسے علی نے خط لکھا۔

۲۔ لفظ "ہر" واحد اسم کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ہر شخص، ہر کتاب۔ ہر اشخاص اور ہر کتب درست نہیں۔

۳۔ اردو میں بعض اسموں کے الف یا ہ کو ے سے بدل لیتے ہیں۔ جیسے بچہ سے بچے، سیانا سے سیانے۔ اس سلسلے میں یہ بات رکھے کہ چھوٹے رشتہ داروں کے الف یا ہ تو یے سے بدل سکتے ہیں جیسے بچے، بھتیجے، بھانجے وغیرہ لیکن بڑے رشتہ داروں کے الف یا ہ کو ے سے نہیں بدلا جاتا۔ یعنی پھوپھے، چچے، ابے وغیرہ غلط۔

۴۔ لفظ "آپ" کے ساتھ ہمیشہ فعل کا صیغہ غائب لایا جاتا ہے۔ جیسے آپ تشریف لائیں۔

۵۔ جو، گویا، غرض کے ساتھ لفظ "کہ" کا استعمال نہیں ہوتا۔

۶۔ لفظ "مرحوم" کے ساتھ صاحب کا استعمال نہیں ہوتا۔

۷۔ کہنا مصدر کے ساتھ "کو" کی بجائے "سے" لانا چاہیے۔ جیسے میں نے علی کو کہا اس کی جگہ میں نے علی سے کہا ہونا چاہیے۔

۸۔ عربی کے جمع الفاظ کو اردو قاعدے کے مطابق کے دوبارہ جمع نہیں بنانا چاہیے۔ جیسے اولیاؤں، انبیاؤں، اشخاصوں یہ غلط ہے۔

۹۔ ایک جملے میں دو ہم معنی الفاظ نہیں لائے جا سکتے جیسے ماہ رمضان کا مہینہ اس کی جگہ رمضان کا مہینہ یا ماہ رمضان

۱۰۔ اضافت اور واو عطف صرف فارسی الفاظ میں لائی جاتی ہے۔ اردو اسموں میں ان کا استعمال جائز نہیں۔

۱۱۔ مصدر کے ساتھ "نے" کا استعمال غلط ہے۔ جیسے میں نے گھر جانا ہے کی جگہ مجھے گھر جانا ہے۔

۱۲۔ ہم آواز لفظوں کی صورت میں موقع محل دیکھ فیصلہ کرنا چاہیے کہ کون سا لفظ لگایا جا سکتا ہے۔ جیسے اسے اپنی عمارت کا گھمنڈ ہے یہاں عمارت کی بجائے امارت ہے۔

سبق نمبر35

محاورات

محاورات لغت میں بول چال اور بات چیت کو کہتے ہیں لیکن اصطلاح میں یہ ایک خاص بول چال کا نام ہے۔ جس میں الفاظ اپنے حقیقی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو۔ محاورے کے بارے میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنی چاہیے کہ اس کے الفاظ میں تبدیلی نہیں کی جاتی ورنہ محاورہ غلط قرار پائے گا۔ چند محاورات کا مطلب نیچے درج ہیں:

آب آب ہونا۔۔۔۔۔۔ شرمندہ ہونا

اللے تللے کرنا۔۔۔۔۔۔ فضول خرچی کرنا

بلائیں لینا۔۔۔۔۔ بہت پیار کرنا

پیٹ کاٹنا۔۔۔۔۔۔ معمولی آمدنی میں بچت کرنا

تارے گننا۔۔۔ رات بھر جاگنا

ٹکا سا جواب دینا۔۔۔ صاف جواب دینا

جان کے لالے پڑنا۔۔۔ جان خطرے میں ہونا

چاند پر تھوکنا۔۔۔ کسی نیک آدمی پر تہمت لگانا

سبق نمبر36

ضرب الامثال

بعض جملے کسی خاص موقع پر بولے جاتے ہیں اور بار بار کے استعمال سے لوگوں کی زبانوں پر چڑھ جاتے ہیں۔ ایسا جملہ ضرب الامثال یا کہاوت کہلاتا ہے۔ یہ انسانوں کے بہترین تجربات اور گہرے مشاہدات کا نچوڑ ہوتی ہے۔ ضرب المثل کے الفاظ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال نہیں ہوتے۔ ان کے الفاظ میں ردوبدل نہیں کیا جا سکتا۔

ضرب الامثال اور ان کی تشریح

آم کے آم گٹھلیوں کے دام۔۔۔۔۔۔ دہرا فائدہ

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔۔۔۔۔۔۔ قصور اپنا ہو لیکن دوسروں پر ناراض ہونا۔

بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔۔۔ برائی ہمیشہ نہیں چھپ سکتی۔

جتنے منہ اتنی باتیں۔۔۔۔ ہر شخص کی رائے الگ ہوتی ہے۔

دریا میں رہ کر مگر مچھ سے بیر۔۔۔ ملازم اپنے افسر سے دشمنی رکھے

سانچ کو آنچ نہیں۔۔۔۔ سچ کو کوئی خطرہ نہیں

سبق نمبر 37

اصطلاحاتِ نظم

شعر: شعر مقررہ وزن اور بحر میں لکھی ہوئی تحریر شعر کہلاتی ہے۔ شعر کی جمع کو اشعار کہتے ہیں شعر کی سطر مصرع کہلاتی ہے، ایک شعر میں دو مصرعے ہوتے ہیں۔ پہلے مصرعے کو مصرع اولیٰ اور دوسرے کو مصرع ثانی کہتے ہیں۔

قافیہ: قافیہ ان چند حروف اور حرکات کے مجموعے کو کہتے ہیں جو اشعار میں آتے ہیں اور ہم آواز ہوتے ہیں۔

ردیف: وہ ایک یا ایک سے زیادہ الفاظ جو کسی شعر کے آخر میں قافیہ کے بعد جوں کا توں دہرائے جاتے ہیں۔

مطلع: غزل کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہو۔

مقطع: غزل کے آخری شعر کو مقطع کہتے ہیں۔ اس میں شاعر بالعموم اپنا تخلص لاتا ہے۔

قصیدہ: وہ نظم جو کسی کی تعریف میں کہی جائے۔

مرثیہ: وہ نظم جس میں کسی کے مرنے پر غم و رنج کا اظہار کیا جائے۔

مثنوی: وہ نظم جس کے ہر شعر کا قافیہ الگ الگ ہو لیکن ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں۔ اس میں عام طور پر کوئی تاریخی واقعہ، جنگ وغیرہ کے مضامین بیان کیے جاتے ہیں۔

رباعی: وہ نظم جس میں صرف چار مصرعے ہوتے ہیں۔ اس میں مصرع اولی، ثانی اور چہارم ہم قافیہ ہوتے ہیں۔

مثلث: وہ نظم جس کے ہر بند میں تین تین مصرعے ہو۔

مربع: وہ نظم جس کے ہر بند میں چار چار مصرعے ہو۔

مخمس: وہ نظم جس کے ہر بند میں پانچ پانچ مصرعے ہو۔

مسدس: وہ نظم جس کے ہر بند میں چھ چھ مصرعے ہو۔

قطعہ: وہ نظم جس میں دو یا زیادہ اشعار اس قید کے ساتھ لکھے جائیں کہ سب کا مطلب آپس میں ایک دوسرے سے متعلق یا مسلسل ہو، اس کے پہلے شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ نہیں ہوتے، البتہ سب اشعار کے دوسرے مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوتے ہیں۔

حمد: وہ نظم جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جائے، اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا ذکر کیا جائے اور اللہ کی نعمتوں کو بیان کیا جائے۔

نعت: وہ نظم جس میں حضرت محمد ﷺ کی تعریف بیان کی جائے۔

مناجات: وہ نظم جس میں اللہ سے کوئی دعا یا التجا کی گئی ہو۔

منقبت: وہ نظم جس میں اصحابہ رسولؐ، اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کی تعریف کی جائے۔

سبق نمبر38

عبارات پر سوالات

طلباء میں زبان دانی کی استعداد بڑھانے اور کسی عبارت کو پوری طرح سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ایک عبارت دے کر اس پر کچھ سوالات مرتب کر دیئے جاتے ہیں اور ان کے جوابات لکھنے کے لیے کہا جاتا ہے۔ اسی سلسلے میں مندرجہ ذیل ہدایات پیش نظر رکھیے۔

۱۔ تقریباً ہر سوال کا جواب عبارت میں موجود ہوتا ہے۔ عبارت کو دو تین بار پڑھیے اور سوالات کا مفہوم اور منشاء سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

۲۔ یہ معلوم کرنے کی کوشش کیجیے کہ متعلقہ سوال کا جواب عبارت میں کہاں کہاں اور کس کس جملے میں پایا جاتا ہے۔ پھر اس کا جواب اپنے الفاظ میں لکھنے کی کوشش کیجیے۔

۳۔ سوال میں جو کچھ پوچھا گیا ہو صرف وہی جواب میں لکھنا چاہیے۔ غیر متعلق اور زائد بات ہر گز نہ لکھی جائے۔

۴۔ بعض سوالات کا تعلق طلبہ کی ذاتی سوجھ بوجھ، ذہانت اور عام لیاقت سے ہوتا ہے۔ ان کا جواب خوب سوچ سمجھ کر اور عبارت پر غور کرنے کے بعد دینا چاہیے۔

۵۔ اگر کسی عبارت کے لیے موزوں عنوان تجویز کرنے کے لیے کہا گیا ہو تو اس مقصد کے لیے عبارت کا مجموعی مضمون کو غور سے پڑھ کر دیکھنا چاہیے کہ اس کا مرکزی خیال کیا ہے یعنی کس خاص بات یا نکتے پر زور دیا گیا ہے۔ اس مرکزی خیال یا نکتے کو عبارت کا عنوان بنا دیجیے۔

سبق نمبر39

مکالمہ نویسی

مکالمہ زبان دانی کی اہم اور دلچسپ صنف ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں ہم کلام ہونا۔ اصطلاح میں دو آدمیوں کے آپس میں بات کرنے کا نام مکالمہ ہے۔ بعض اوقات مکالمے میں دو سے زیادہ افراد بھی شریک ہوتے ہیں اور ہر شخص اپنی باری پر دوسرے ساتھیوں کے ساتھ سوال و جواب کرتا ہے۔ مکالمہ نویسی کے لیے مندرجہ ذیل ہدایت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

۱۔ مکالمہ چونکہ بولنے یا کلام کرنے کا نام ہے۔ اس لیے اسے تحریر میں لاتے وقت بول چال کا انداز اختیار کیا جائے اور اسے کتابی زبان میں نہ لکھا جائے۔

۲۔ مکالمے کی زبان دلچسپ اور شگفتہ ہونی چاہیے۔ لب و لہجہ قدرتی ہو، اور انداز گفتگو روز مرہ طرز بیان کے مطابق ہو۔

۳۔ سوال و جواب میں مخاطب کے مرتبہ و مقام کا پورا لحاظ رکھا جائے اور اس کی عمر یا حیثیت کے مطابق گفتگو کی جائے۔

۴۔ تہذیب و اخلاق کے معیار سے گرا ہوا کوئی لفظ یا جملہ زبان پر نہ لایا جائے۔

۵۔ دو ہم عمر دوستوں کے درمیان ہونے والی گفتگو میں دوستانہ بے تکلفی کا رنگ ضرور جھلکنا چاہیے۔

۶۔ جو کچھ کہا جائے مختصر، واضح اور موضوع کے مطابق ہونا چاہیے۔

۷۔ مکالمے کو کسی انجام تک پہنچانا لازمی ہے۔

سبق نمبر40

خطوط نویسی

خط کو نامہ اور مکتوب بھی کہتے ہیں۔لکھنے والا کاتب یامکتوب اور جس کو خط لکھاجار ہاہو وہ مکتوب الیہ کہلا تا ہے۔موجودہ زمانے میں مکتوب نگاری کا انداز بدل چکا ہے۔طویل تمہیدی فقرات اور لمبے لمبے القاب وآداب ترک ہو چکے ہیں اور مطلب کی بات سیدھے سادھے اور مختصر انداز میں بیان کرنا خط کی خوبی سمجھا جاتا ہے۔خط کی تین قسمیں ہیں: نجی خطوط، معاملاتی خطوط اور سرکاری خطوط۔

جو اپنے خویش و اقارب اور دوست احباب کو تحریر کیے جاتے ہیں۔ نجی خطوط

جو کاروبار، خرید وفروخت یاباہمی لین دین کے سلسلے میں کسی فرد، کمپنی یاادارے کو لکھے جاتے ہیں۔معاملاتی خطوط

جو سرکاری افسران یاحکام مجاز کے پاس بھیجے جاتے ہیں۔ سرکاری خطوط

خط کے حصے

مقام روانگی: خط کی پیشانی پر دائیں کونے میں مکتوب نگار کو اپنے شہر یا قصبے کا نام لکھنا چاہیے اور اس کے نیچے تاریخ درج کرنی چاہیے۔

القاب وآداب: القاب سے مراد وہ الفاظ ہیں جن سے مکتوب الیہ کو مخاطب کیا جاتا ہے۔القاب کے ساتھ مناسب آداب بھی لکھے جاتے ہیں۔ان دونوں چیزوں سے کاتب اور مکتوب الیہ کے باہمی تعلق یارشتے کا پتہ چلتاہے۔القاب وآداب کے استعمال میں مکتوب الیہ کی عمر، مقام اور حیثیت کا پورا خیال رکھنا چاہیے۔ جیسے برادر محترم!، پیارے جاوید!، محترم والد صاحب!

مضمون خط: یہ خط کا اصل اور مرکزی حصہ ہوتا ہے۔اس میں وہ تمام باتیں لکھی جاتی ہیں جو کاتب، مکتوب الیہ سے کہنا چاہتا ہے۔خط کا یہ حصہ مؤثر اور دلکش ہونا چاہیے۔یوں سمجھیے کہ مکتوب الیہ آپ کے سامنے بیٹھا ہے اور اپ اس سے بالمشافہ گفتگو کر رہے ہیں۔

خاتمہ: خط کا مضمون موقع محل کے مطابق دعائیہ کلمات یاوالسلام جیسے الفاظ پر ختم کیا جاتا ہے۔خاتمے پر کاتب کو اپنا لکھنا چاہیے جو بائیں جانب ہو، اپنے نام سے پہلے وہ کوئی نہ کوئی ایسا لفظ بھی ضرور لکھے جس سے مکتوب الیہ کے ساتھ اس کے تعلق کا پتہ چلتا ہو۔

سبق نمبر41

کہانیاں

کہانیاں سننے اور سنانے کا رواج قدیم زمانے سے چلا آتا ہے۔ کہانی لکھنا اردو زباندانی کے نصاب کا لازمی جزو ہے۔امتحان میں کہانی لکھنے کے سوال بالعموم مندرجہ ذیل دو صورتوں میں آتا ہے:

الف) دیئے گئے خاکے سے کہانی مکمل کرنا اور اس کا عنوان بھی تجویز کرنا۔

ب) دیئے ہوئے عنوان یانتیجے پر کہانی لکھنا۔

کہانی لکھتے وقت مندرجہ ذیل ہدایات ذہن میں رکھنے چاہیے:

ا۔ کہانی چونکہ گزرے ہوئے زمانے کا کوئی واقعہ ہوتا ہے۔اس لیے اسے ہمیشہ صیغہ ماضی میں بیان کرنا چاہیے۔

۲۔ کہانی نہ تو اتنی مختصر لکھیے کہ محض ایک پیراگراف معلوم ہو اور نہ اتنی لمبی کہ مضمون بن جائے۔

۳۔ کہانی کے واقعات ترتیب وار لکھیے۔کسی بات کو بار بار نہ دہرائیے۔

۴۔ جب دیئے ہوئے اشارات یا خاکے سے کہانی مکمل کرنے کے لیے کہا جائے تو محض خالی چھوڑی ہوئی جگہوں کو پر نہ کیجیے بلکہ اشارات کو کھول کر اور پھیلا کر لکھیے۔

۵۔ جب کسی عنوان پر کہانی لکھنے کو کہا جائے تو اس عنوان کے متعلق جو بھی قصہ یا واقعہ آپ کو یاد ہو، اوپر عنوان دے کر نیچے وہ قصہ یا واقعہ لکھ دیجیے۔

۶۔ عنوان تجویز کرنے کے لیے کہانی کے مجموعی مضمون پر غور کیجیے اور اس کے مرکزی خیال کو کہانی کا عنوان بنا دیجیے۔

۷۔ کہانی کے اختتام پر اس کا نتیجہ یا اخلاقی سبق ضرور لکھنا چاہیے۔

سبق نمبر 42

مضمون نگاری

اپنے خیالات، جذبات، محسوسات اور مشاہدات کو صاف، شستہ اور موثر زبان میں ادا کرنے کا نام مضمون نویسی ہے۔ مضمون نویسی کے لیے چار چیزیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں: خیالات، طرز بیان، ترتیب اور صحت زبان۔

ایک مضمون کے تین حصے ہوتے ہیں: تمہید، نفس مضمون اور خاتمہ

اصل مضمون شروع کرنے سے پہلے چند سطروں میں اپنے موضوع کی طرف اشارہ کرنے کا نام تمہید ہے۔ تمہید کے بغیر مضمون ایسا ہی ہے جیسے چہرے کے بغیر جسم۔ تمہید طویل نہیں ہونی چاہیے

نفس مضمون، مضمون کا اصل اور اہم حصہ ہوتا ہے۔ یہ ایک پیراگراف پر مشتمل نہیں ہوتا بلکہ اس کو کئی پیراگراف میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

خاتمہ مضمون کا آخری حصہ ہوتا ہے۔ اسے ہم پورے مضمون کا حاصل کہتے ہیں۔ مضمون کا اختتام بڑا موثر اور دلپذیر ہونا چاہیے۔ نفس مضمون میں جو کچھ لکھا جائے اس کا خلاصہ ایک مختصر پیراگراف میں لکھ دینا چاہیے۔

مضمون لکھتے وقت درج ذیل باتوں کا خیال رکھیں:

۱۔ مضمون شروع کرنے سے پہلے اپنے موضوع پر چند منٹ غور کیجیے۔ خیالات کو ذہن میں جمع کیجیے اور ذہن ہی میں انھیں ایک عام ترتیب دے لیجیے۔ (جدید طریقہ کار میں تمام عنوانات کو مضمون کے آغاز میں لکھنا چاہیے۔ پھر درمیان میں عنوانات کی ضرورت نہیں، بس پیراگراف کی صورت میں لکھان چاہیے۔)

۲۔ اپنے موضوع کے عین مطابق لکھنا چاہیے۔ غیر متعلق باتیں لکھنے سے گریز کرنا چاہیے۔

۳۔ مضمون لکھتے ہوئے وقت کا خیال رکھنا چاہیے۔

۴۔ مضمون کو کئی پیراگرافوں میں تقسیم کر کے لکھنا چاہیے۔

۵۔ کسی واقعہ کو بیان کرتے وقت اس کی ترتیب کو برقرار رکھنا چاہیے۔

۶۔ مضمون کے آغاز یا خاتمے پر موقع کی مناسبت سے کوئی شعر لکھنا چاہیے۔ درمیان میں بھی حسب ضرورت شعر لکھا جاسکتا ہے۔

سبق نمبر 43

صنائع لفظی

وہ علم جس میں صنائع لفظی اور صنائع معنوی بیان کیے جائیں، علم بدیع کہلاتا ہے۔ یہ صنائع صرف آرائش سخن کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ البتہ ان کے بر محل استعمال سے کلام میں معنی خیزی اور لطافت پید ہو جاتی ہے۔

صنائع لفظی: وہ خوبیاں جو لفظوں کو خاص رعایتوں اور ہنر مندی کے ساتھ برتنے سے وجود میں آتی ہیں، صنائع لفظی کہلاتے ہیں۔ اس کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

تجنیس: ایسے دو لفظ جو صورت یا تلفظ کے اعتبار سے مشابہ ہوں مگر ان کے معنی مختلف ہوں

تکرار یا تکریر: دو لفظوں کو جو ایک ہی معنی رکھتے ہوں شعر میں یا مصرعوں میں برابر جمع کرنا۔

قلب: الفاظ کے حروف کی تقدیم و تاخیر میں فرق کر دینا۔

ردالعجز: دوسرے مصرعے کے دوسرے ٹکڑے کی تکرار کو ردالعجز کہتے ہیں

تنسیق الصفات: کسی چیز یا شخص کا ذکر اس کی صفات کے ساتھ کیا جائے خوہ یہ صفات اچھائی کی ہو یا خامی۔

توشیح: ایسے اشعار جن کے مصرعوں کے شروع کے حرفوں سے کوئی نام یا عبارت یا شعر بن جائے۔

براعت استہلال: جب کتاب کے شروع میں کسی قصہ یا قصیدے کے ابتدائی اشعار میں ایسے الفاظ موجود ہوں جس سے اصل مطلب ظاہر ہو جائے۔

اشتقاق: جب کلام میں ایک اصل کے بعد چند لفظ لائے جائیں اور ان لفظوں کے حروف کی ترتیب بھی قائم رہے اور اصل میں جو معنی ہیں اس سے بھی موافقت ہو۔

ایداع: ممدوح کی تعریف میں ایسے الفاظ لانا کہ ان سے اس کا نام نکل آئے

ترصیع: دونوں مصرعوں کے الفاظ علی الترتیب ایک دوسرے کے ہم وزن ہونے کو ترصیع کہتے ہیں۔

تلمیع: جب شعر کا ایک مصرع ایک زبان میں ہو اور دوسرا کسی اور زبان میں

عاطلہ: ایسا کلام خواہ نظم ہو یا نثر جس میں کوئی حرف نقط وار نہ ہو۔

فوقانیہ: ایسی عبارت یا نظم جس میں جتنے حرف نقطہ وار ہوں یہ سب ایسے ہوں ان میں سب کے اوپر نقطہ آئے۔

خیفا: جس شعر یا فقرہ کے ایک لفظ کے کل حروف بغیر نقطوں کے ہوں اور ایک لفظ کے سب حروف نقطہ دار ہوں۔

رقطا: کسی نظم، عبارت، مصرع یا بیت میں ایک حرف بے نقطہ اور ایک حرف نقطہ دار ہو۔

تحتانیہ: تمام عبارت یا نظم میں حروف منقوط ایسے ہوں جن میں نقطہ نیچے آتا ہوں۔

سبق نمبر 44

صنائع لفظی کی مثالیں

تجنیس: ایسے دو لفظ جو صورت یا تلفظ کے اعتبار سے مشابہ ہوں مگر ان کے معنی مختلف ہوں۔

قاتل نے لگایا نہ میرے زخم پہ مرہم

حسرت یہ ہی رہی جی کی جی میں گئے مر ہم

تکرار یا تکریر: دو لفظوں کو جو ایک ہی معنی رکھتے ہوں شعر میں یا مصرعوں میں برابر جمع کرنا۔

عالم عالم عشق و جنوں ہے دنیا دنیا وحشت ہے

دریا دریا روتا ہوں میں صحرا صحرا تہمت ہے

قلب: الفاظ کے حروف کی تقدیم و تاخیر میں فرق کر دینا۔

دنیا میں ہے خزانہ لڑائی کا گھر صدا

از روِ غور گنج کو الٹو تو جنگ ہے

ردالعجز: دوسرے مصرعے کے دوسرے ٹکڑے کی تکرار کو ردالعجز کہتے ہیں۔

خط نامہ بر کو پھیر دیا اور یہ کہا

کہنا کہ ہم نے جان لیا مدعائے خط

تنسیق الصفات: کسی چیز یا شخص کا ذکر اس کی صفات کے ساتھ کیا جائے خوہ یہ صفات اچھائی کی ہو یا خامی۔

ہے ہے مرے سعید ورشید و متیں جواں

خوشر و جواں غریب جواں مہ جبیں جواں

توشیح: ایسے اشعار جن کے مصرعوں کے شروع کے حرفوں سے کوئی نام یا عبارت یا شعر بن جائے۔

مثال نہیں ملا اگر کسی کو یاد ہے تو کمنٹ کیجیے۔

براعت استہلال: جب کتاب کے شروع میں کسی قصہ یا قصیدے کے ابتدائی اشعار میں ایسے الفاظ موجود ہوں جس سے اصل مطلب ظاہر ہو جائے۔

مثال نہیں ملا اگر کسی کو یاد ہے تو کمنٹ کیجیے۔

اشتقاق: جب کلام میں ایک اصل کے بعد چند لفظ لائے جائیں اور ان لفظوں کے حروف کی ترتیب بھی قائم رہے اور اصل میں جو معنی ہیں اس سے بھی موافقت ہو۔

تو میرے دل سے غافل ہے پرائے غفلت کیش

تیرے انداز تغافل نہیں غفلت والے

ایداع: ممدوح کی تعریف میں ایسے الفاظ لانا کہ ان سے اس کا نام نکل آئے

بو ظفر شہ والا گہر بہادر شاہ

سراج دین دنبی سایہء خدائے قدیر

ترصیع: دونوں مصرعوں کے الفاظ علی الترتیب ایک دوسرے کے ہم وزن ہونے کو ترصیع کہتے ہیں۔

باصر ہیں یہ بصیر ہیں اہل وفا ہیں یہ

قادر ہیں یہ قدیر ہیں اہل سخا ہیں یہ

تلمیع: جب شعر کا ایک مصرع ایک زبان میں ہو اور دوسرا کسی اور زبان میں

بہار زندگی برباد کر دی

قیامت اے دل باشاد کر دی

عاطلہ: ایسا کلام خواہ نظم ہو یا نثر جس میں کوئی حرف نقط وار نہ ہو۔

ہم طالع ہما مراد و ہم رسا ہوا

طاؤس کلک مدح اڑا اور ہما ہوا

فوقانیہ: ایسی عبارت یا نظم جس میں جتنے حرف نقطہ وار ہوں یہ سب ایسے ہوں ان میں سب کے اوپر نقطہ آئے۔

مظہر صدق وصفا قدر شناس مردم

معدن عدل وسخا مظہر الطاف وعطا

خیفا: جس شعر یا فقرہ کے ایک لفظ کے کل حروف بغیر نقطوں کے ہوں اور ایک لفظ کے سب حروف نقطہ دار ہوں۔

شب کو جشن سرور تخت رہا

کار فیض مدار بخت رہا

رقطا: کسی نظم، عبارت، مصرع یا بیت میں ایک حرف بے نقطہ اور ایک حرف نقطہ دار ہو۔

یہ برق کی ہے مثل بہت آب و تاب سے

کیا قریب کیا بعید یہ برش عذاب ہے

تحتانیہ: تمام عبارت یا نظم میں حروف منقوط ایسے ہوں جن میں نقطہ نیچے آتا ہوں۔

مارا جو اسے حیدر کرار کو مارا

سردار کو مارا جو علمدار کو مارا

سبق نمبر 45

صنائع معنوی

اوماج: شعر میں ایسے الفاظ اور ایسی تراکیب کا استعمال کرنا جن سے مجموعی طور پر دو معنی یا دو مفہوم پیدا ہوں

کیوں کر اس بت سے رکھوں جان عزیز

کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز

استتباع: ممدوح کی تعریف ایسے الفاظ میں کرنا کہ ایک تعریف سے دوسری تعریف خود پیدا ہو جائے۔

زیر راں تیرے ہے وہ توسن چالاک کہ تو

چھیڑ دے ایک ذرا اس کو جو وقت صف جنگ

یوں کرے جست کہ جیسے سر د میداں نبرد

منھ سے زاڑ جائے حریفوں کے ترے خوف سے رنگ

استخدام: شعر میں ایسا لفظ استعمال کرنا کہ اس کے دو معنی ہوں مگر شاعر کی مراد ایک خاص معنی سے ہو لیکن ضمیر کے معنی خیز استعمال کی وجہ سے دوسری معنی بھی لیے جاسکیں۔

کشتہ ہوں میں تو شریں زبان یار کا

اے کاش وہ زبان ہو میرے دہن کے بیچ

ایرادالمثل: کلام میں کہاوتوں یعنی ضرب الامثال کو نظم کرنا۔

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

ایہام: کلام میں کوئی ایسا لفظ لایا جائے جس سے سنے والے تھوڑی دیر کے لیے وہم میں مبتلا ہو جائے۔ کہ قریب کے معنی مراد ہے یا بعید کے۔

میکش کو ہوس ایاغ کی ہے

پروانے کو لو چراغ کی ہے

تجاہل عارفانہ: کسی چیز کی نسبت باوجود علم ناواقفیت ظاہر کرنا تاکہ اس کی تعریف میں بالغہ نہ کیا جاسکے۔

لفظ اس کے بدن کا کیا کہوں میر

کیا جانیے جان ہے کہ تن ہے

تضاد: شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال جو ایک دوسرے کے ضد ہو۔

ہونا جہاں کا اپنی آنکھوں میں نہ ہونا

آتا نہیں نظر کچھ جاوے نظر جہاں تک

استدراک: پہلے مصرعے میں کچھ الفاظ استعمال ہوں کہ پڑھتے وقت ہجو کا گمان ہو، مگر دوسرے مصرع پر پہنچنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ہجو نہیں مدح ہے۔

اگر ہے سہو کو کچھ دخل حافظ میں تو یہ

نہ اپنا یاد ہے احسان اور کی تقصیر

تلمیح: کسی مشہور تاریخی واقعہ، قصہ یا مسئلے کی طرف اشارہ کرنا

ابن مریم ہوا کرے کوئی

میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

تنسیق الصفات: ممدوح کی صفات کا ذکر ترتیب وار کرنا

خوش خو دخوش خرام واندام وخوش لگام

گل پوش و تیز ہوش وسمن گوش وسرخ فام

حسن تعلیل: کسی چیز کے لیے کوئی ایسی وجہ بیان کی جائے جو چاہے واقعی نہ ہو مگر اس میں کوئی شاعرانہ جدت ونزاکت ہو اور بات واقعہ اور فطرت سے مناسبت بھی رکھتی ہو۔

پہلے نہائی اوس میں پھر آنسوؤں میں رات

یوں بوند اتری ہمارے دلوں میں رات

سوال وجواب: شعر میں سوال وجواب کے ذریعے مکالمہ کی صورت پیدا کرنا

پوچھا کہ طلب، کہا قناعت

پوچھا کہ سبب، کہا کہ قسمت

لف ونشر مرتب: پہلے چند چیزیں ایک ترتیب سے بیان کی جائیں اس کے بعد وہی چیزیں ان کے منسوبات اسی ترتیب یا دوسری ترتیب سے پھر بیان کیے جائیں۔

آتش و آب و باد و خاک نے لی

وضع سوز و نم و رم و آرام

مبالغہ: کسی شخص یا چیز کی تعریف یا مذمت اس حد تک کرنا کہ سننے والے کو یہ گمان ہو جائے اب مزید کوئی مرتبہ باقی نہیں رہا۔

پہنچے ہم آرزوئے وصل میں نزدیک بہ مرگ

سو جھی ہے شکل ملاقات بہت دور ہمیں

مراعات النظیر: کلام میں ایسے الفاظ جمع کیے جائیں جن کے معنی میں ایک دوسرے کے ساتھ نسبت واقع ہو مگر یہ نسبت تضاد اور تقابل کی نہ ہو۔

رو میں ہے رخش عمر کہاں دیکھیے تھمے

نہ ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

مزاوجہ: اس صنعت میں دو معنی بطور شرط و جزاء کے دونوں مصرعوں میں ظاہر کیے جاتے ہیں اس طور پر کہ امر پہلے مصرعے میں بیان کیا جاتا ہے وہ تبدیل الفاظ کے ساتھ دوسرے مصرعے میں بیان کیا جاتا ہے۔

وہ وصل کا دن کیوں چھوٹا تھا

یہ ہجر کی رات بڑی کیوں ہے

مکر شاعرانہ: کوئی بات ایسی کہی جائے کہ اصل مقصد کچھ ہو اور ظاہر کچھ اور ہوتا ہو۔

ہے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا

جادو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ میں

ہجو ملیح: کسی شخص یا چیز کی ہجو ایسے الفاظ میں کرنا جن سے بظاہر کوئی ہجو نہ معلوم ہوتی ہو بلکہ ایک قسم کی تعریف نکلتی ہو۔

اس کی مثال اگر کسی کو یاد ہو تو دیجیے۔

سبق نمبر 46

یوٹوپیا

یوٹوپیا کا لفظی مطلب ہے نہ ہونا، ناممکن، ناقابلِ عمل، کہیں کا نہ ہونا، عنقا وغیرہ۔ ادب میں یہ اصطلاح افلاطون کی طرف سے پیش کی گئی اور "مثالی ریاست کے نقشے" کے بعد وجود میں آئی یعنی ایسی مثالی ریاست جو سوچی تو جاسکتی ہے حقیقی صورت میں بنائی نہیں جاسکتی۔ یوٹوپیا دراصل کسی ادیب کی مثالی معاشرے کی تشکیل کی خواہش کا نام ہے۔

ماخوذ: ادبی اصطلاحات از پروفیسر انور جمال

سبق نمبر47

ہئیت

ہئیت سے مراد پیکر، صور، شکل، ساخت، وضعیت یا وضع ہے اور یہ تنقیدی اصطلاح ہے۔ کسی فن پارے کی صورت اور ساخت و وضعیت کا نام "ہئیت" ہے۔ تخلیق کو ہئیت سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ یوں کہیے کہ ہئیت بغیر تخلیق کوئی چیز نہیں۔ ہئیت دراصل واردات و تجربات کی اس وضع کا نام ہے جو لفظوں کے ذریعے قاری یا سامع کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ بعض نقادوں نے ہئیت کو خارجی اور جامد تخلیقی سانچہ قرار دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ تجربے کی شدت، جذبے کی صداقت اور تخلیقی گداز خود وضع آفرینی کرتی ہے۔ وائٹ ہیڈ کے خیال میں ہر تجربہ مختلف ساخت رکھتا ہے۔ ہئیت، فنکار، اور سامع کے درمیان تفہیم کا ایک مقامی سماجی اور ثقافتی رابطہ ہے۔ ہر مواد اپنے لیے مخصوص پیراہن کا متقاضی ہوتا ہے چنانچہ رزمیہ، بزمیہ، فلسفہ و تصوف کے لیے مختلف ہئیتیں موزوں ہیں۔

اخوذ: ادبی اصطلاحات از پروفیسر انور جمال

سبق نمبر48

ہیئت پرستی

ہر ادب پارہ دو چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے: مواد اور ہئیت

مواد کسی ادب پارے کا وہ subject ہوتا ہے جسے موضوع یا مضمون کہہ سکتے ہیں (کیا کہا گیا) یہ مواد ہے اور ادب پارے کی خارجی شکل و صورت الفاظ و تراکیب کا نظام، بحر، بندش، لسانی تشکیل، روز مرہ، محاورہ کا استعمال (کیسے کہا گیا) یہ ہئیت ہے۔ ہیئت پرستی، تنقید کی اصطلاح ہے اور اس سے مراد ہے کسی پارے کو محض ہئیت کے اصولوں اور ظاہر Decor کے معیارات پر جانچنا۔ تنقید کے اس شعبے میں مواد کی حیثیت کو فراموش کر دیا جاتا ہے جو ایک طرح کی جانب داری ہے کسی فن پارے کا "اصل" اس کا مواد ہوتا ہے محض ہئیت اس کی validity کو متعین یا رد نہیں کر سکتی۔

ماخوذ: ادبی اصطلاحات از پروفیسر انور جمال

سبق نمبر49

آرٹ / فن

حسن کے تخلیقی اظہار کا ہنر آرٹ کہلاتا ہے۔ اسے "جمال آفرینی کی اولین اصطلاح" بھی کہا جاتا ہے۔ زندگی کے واقعات کو جمالیاتی اظہار دینا آرٹ کا منصب ہے۔ گویا آرٹ زندگی کے واقعات کی جمالیاتی تصدیق یا تردید کا نام ہے۔ آرٹ صوت آفرینی کا ایسا عمل ہے جس میں انسانی ذات کو مختارِ کل کی حیثیت حاصل ہو۔

آرٹ کے زمرے میں شاعری، ادب (لٹریچر کی تمام خلقی اصناف) موسیقی، مصوری اور بت تراشی آتی ہیں۔ ان تمام فنون میں ذریعہ اظہار مختلف ہے تخیل کی کار فرمائی کی سطحیں بھی جداگانہ ہیں لیکن ان سب کے پس پردہ جمالیات کی عمل داری کی قوت اصولی اعتبار سے ایک ہی ہے۔

آرٹ کے لیے ہیت (Form) شکل و صورت اور پیکر ناگزیر ہے۔ جونہی فطرت کے خارجی مظاہر پر روحِ انسانی اس طرح عمل کرے کہ وہ کسی shape میں ظہور پذیر ہو جائے تو آرٹ جنم لیتا ہے۔ یوں آرٹ کی یہ تعریف بھی قابل غور ہے کہ "آرٹ فطرت کے خام مواد پر یا مظاہر فطرت پر روحِ انسانی کے عمل کا نام ہے۔" کاسیرے (Cassirer) کا قول ہے کہ "فن کی ایک تعریف یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ ایک علامتی زبان ہے۔"

ماخوذ: ادبی اصطلاحات از پروفیسر انور جمال

سبق نمبر 50

آر کی ٹائپ (Archetypes)

بنیادی طور پر یہ اصطلاح نفسیات، علم البشریات (Anthropology) سے ادب میں آئی ہے یونگ نے اسے اجتماعی لاشعور کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ آر کی ٹائپ وہ قدیم الاصل وضعیں ہیں جو ابتدائی تمثالوں کی شکل میں نسل انسانی میں آگے سے آگے منتقل ہوتی چلی آرہی ہیں۔ تاریخی طور پر پرانے قصے، کہانیوں میں موجود اولین نقوش اور تمثالیں جو ورثے کے طور پر فرد کے لاشعور میں محفوظ ہیں آر کی ٹائپ کہلاتی ہیں۔ یونگ کے خیال میں عقلی شعور کی سر بفلک عمارت کی نچلی منزلوں میں پوری نسل انسانی کا ماضی تمثالوں کی شکل میں موجود ہے۔ وہی اجتماعی لاشعور آر کی ٹائپ ہے۔

فیسبک گروپ : اردو گرامر

ایڈمن : ذیشان اکبر